ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

14

www.tanzeem.org

2 تا 8 اپریل 2013ء / 20 تا 26 جمادی الاوّل 1434ھ

اس شمارے میں

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا سیکولر نصابِ تعلیم

ہر چیز فنا ہونے والی ہے

زاغوں کے تصرف میں......

حلف کی پاسداری اور ہمارے سیاستدان

اور اب پاکستان کا نصابِ تعلیم!

فاتح اندلس! طارق بن زیادؒ

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

مسلمانوں کے سفرِ عمل کا پہلا قدم

میں آج سب کچھ چھوڑ کے تم سے ایک ہی آخری بات کہنی چاہتا ہوں۔ اور یقین کرو کہ اس کے سوا جو کچھ کہا جاتا ہے، اگر وہ اس بات کے لیے نہیں کہا جاتا تو سب کچھ بے کار ہے، اور اس میں تمہارے لیے کوئی برکت وامن نہیں۔ سو یاد رکھو اور ماننے کے لئے جھک جاؤ کہ تمہاری زندگی کا ہر عمل بے کار ہے، اور تمہارے فکروں کی ہر فکر گمراہی وذلالت ہے۔ تمہارے لیے صرف ایک ہی راہ نجات ہے اور بغیر اس کے کسی طرح چھٹکارا نہیں۔ تم جب تک اس پہلی منزل سے نہ گزرو گے اس وقت تک خدا کا قہر تم سے ٹھنڈا نہ ہوگا، اور تم کبھی مراد اور خوش حالی نہ پاؤ گے۔ تمہارے سفرِ عمل کا پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کرو۔ اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھ خدا کے آگے جھک جاؤ۔ اس کی سرکشی اور بغاوت چھوڑ دو۔ اس کے عشق اور محبت کو اس قدر پیو کہ بدمست ہو جاؤ اور اس کے آگے اس طرح گرو اور اس طرح روؤ اور اس قدر تڑپو کہ اسے تم پر پیار آ جائے۔ اور وہ تمہیں پہلے کی طرح پھر اپنی گود میں اُٹھا لے اور سب کچھ تمہیں کو دے دے جس طرح کہ سب کچھ تمہیں کو اس نے بخش دیا تھا..........

تم نے غفلت کو خوب آزما لیا۔ تم نے نافرمانیوں کی صدیوں تک کڑواہٹ چکھ لی۔ تم نے گناہ اور معصیت کے پھل سے اچھی طرح اپنے دامن بھر لیے۔ تم نے دیکھ لیا کہ ایک خدا کی چوکھٹ سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دنیا تم سے سرکش ہوگئی۔ اور ایک اس کے روٹھنے سے کس طرح تمام دنیا تم سے روٹھ گئی۔ پس مان جاؤ، اور اب بھی باز آ جاؤ۔ گناہوں کو آزما چکے، آؤ تقویٰ اور راست بازی کو بھی آزما لیں۔ سرکشیوں کو چکھ چکے، آؤ اطاعت کا بھی مزا دیکھ لیں۔ غیروں سے رشتہ جوڑ کر تجربہ کر چکے، آؤ اسی ایک سے پھر کیوں نہ جڑ جائیں جس سے کٹ کر ذلتوں اور خواریوں، ٹھوکروں اور راندگیوں کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔

﴿اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (المائدہ: 74)

”پھر کیا ہے کہ اب بھی تم اللہ کے آگے نہیں جھکتے اور توبہ واستغفار نہیں کرتے حالانکہ اللہ تو بڑا ہی بخشش دینے والا اور بڑا ہی رحمت فرما ہے۔“

اذکارِ آزاد

سید عباس حامی مدراسی

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ الرعد

(آیات: 5 تا 7)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ
وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ
لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ
مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝

آیت 5 ﴿وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ﴾ ’’اور اگر تمہیں تعجب کرنا ہے تو قابل تعجب ہے ان کا یہ قول کہ کیا جب ہم (مر کر) مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم از سرِ نو وجود میں آئیں گے؟‘‘

یعنی کفار کا مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر تعجب کرنا' بذاتِ خود باعثِ تعجب ہے۔ جس اللہ نے پہلی مرتبہ تم لوگوں کو تخلیق کیا' پوری کائنات اور اس کی ایک ایک چیز پُرحکمت طریقے سے بنائی اُس کے لیے یہ تعجب کرنا کہ وہ ہمیں دوبارہ کیسے زندہ کرے گا' یہ سوچ اور یہ نظریہ اپنی جگہ بہت ہی مضحکہ خیز اور باعثِ تعجب ہے۔

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ﴾ ’’یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا۔‘‘

دوبارہ جی اٹھنے کے عقیدے سے ان کا یہ انکار دراصل اللہ کے وجود کا انکار ہے۔ اُس کی قدرت اور اس کے عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہونے کا انکار ہے۔

﴿وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾ ’’اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہیں' اور یہی جہنمی ہیں' اس میں رہیں گے ہمیشہ ہمیش۔‘‘

آیت 6 ﴿وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ﴾ ’’اور یہ لوگ جلدی مچا رہے ہیں آپ سے برائی (عذاب) کے لیے بھلائی سے پہلے‘‘

کفارِ مکہ حضور ﷺ سے بڑی جسارت اور ڈھٹائی کے ساتھ بار بار مطالبہ کرتے تھے کہ لے آئیں ہم پر وہ عذاب جس کے بارے میں آپ ہمیں روز روز دھمکیاں دیتے ہیں۔

﴿وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ﴾ ’’حالانکہ ان سے پہلے (بہت سی) مثالیں گزر چکی ہیں۔‘‘

اللہ کے عذاب کی بہت سی عبرت ناک مثالیں گزشتہ اقوام کی تاریخ کی صورت میں ان کے سامنے ہیں۔

﴿وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ﴾ ’’اور یقیناً آپ کا رب لوگوں کے حق میں معاف کرنے والا ہے ان کے ظلم کے باوجود۔‘‘

یہ اُس کی رحمت اور شانِ غفاری کا مظہر ہے کہ ان کے مطالبے کے باوجود اور ان کے شرک و ظلم میں اس حد تک بڑھ جانے کے باوجود عذاب بھیجنے میں تاخیر فرما رہا ہے۔

﴿وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾ ’’اور یقیناً آپ کا رب سخت سزا دینے والا بھی ہے۔‘‘

آیت 7 ﴿وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ﴾ ’’اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں اتاری گئی اس شخص پر کوئی نشانی اس کے ربّ کی طرف سے؟‘‘

مشرکینِ مکہ بار بار اسی دلیل کو دہراتے تھے کہ اگر آپ رسول ہیں تو آپ کے رب کی طرف سے آپ کو کوئی حسی معجزہ کیوں نہیں دیا گیا؟

﴿اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝﴾ ’’(اے نبی ﷺ!) آپ تو بس خبردار کر دینے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے۔‘‘

جس طرح ہم نے ہر قوم کے لیے پیغمبر بھیجے ہیں اسی طرح آپؐ کو بھی ہم نے اِن لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث کیا ہے۔ آپؐ کے ذمہ ان کی تبشیر' تنذیر اور تذکیر ہے۔ آپ ﷺ اپنا یہ فرض ادا کرتے رہیں۔

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

2 تا 8 اپریل 2013ء جلد 22
20 تا 26 جمادی الاول 1434ھ شمارہ 14

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا سیکولر نصاب تعلیم

پاکستان کی پینسٹھ سالہ تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو منیر نیازی کا یہ شعر ؎

منیر اس ملک پر آسیب کا سایہ ہے یا کیا ہے
کہ حرکت تیز تر ہے اور سفر آہستہ آہستہ

وطن عزیز کے بارے میں ایسی حقیقت بیان کرتا ہے کہ اس کی نفی کرنا کسی سچے اور حقیقت پسند انسان کے لیے ممکن نہیں ہے۔ اور ملک و قوم کا ہر بہی خواہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کیا واقعتاً اس کی تعمیر میں کوئی خرابی بلکہ خرابی بسیار مضمر ہے؟ تحریک پاکستان کے دوران میں اور اس ملک کے معرض وجود میں آنے کے فوری بعد کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ پاکستان کی منزل اسلام کے علاوہ کوئی دوسری ہو سکتی ہے۔ قیام پاکستان کے دو سال بعد ہی قراردادِ مقاصد کی منظوری نے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست ہو گی۔ لیکن پھر آسمان نے رنگ بدل لیا۔ لیاقت علی خان کے قتل کے بعد بیورو کریسی غالب آ گئی۔ گاڑی نے واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ 1956ء میں پاکستان کا پہلا آئین نافذ ہوا۔ ایک بار پھر امیدیں بندھیں، اس لیے کہ آئین میں اسلام کی طرف پیش رفت واضح تھی، لیکن شومئی قسمت 1958ء میں ملک میں مارشل لاء لگ گیا۔ صدر ایوب تو پاکستان کے نام سے "اسلامی" کا لفظ بھی نکلوا دینا چاہتے تھے، بڑی مشکل سے بچاؤ ہوا۔ بہرحال گاڑی ایک بار پھر سیکولرازم کی پٹری پر اندھا دھند دوڑنے لگی۔ اسلام مشرقی اور مغربی پاکستان کو جوڑنے والا انتہائی مضبوط سیمنٹ تھا۔ دونوں اینٹوں کے درمیان سے یہ سیمنٹ نکلا تو پاکستان دولخت ہو گیا۔ بھٹو بھی سیکولر ذہن کا مالک تھا، لیکن اسلامی قوتوں کی کوشش اور متفقہ آئین منظور کرانے کی خواہش نے 1973ء میں بھٹو سے ایسا آئین بنوا دیا، جسے ایک بار پھر اسلام کی طرف بھرپور پیش رفت کہا جا سکتا ہے۔ یہاں تک طے ہو گیا کہ دس سال میں ملک میں کوئی قانون غیر اسلامی نہیں رہے گا۔ 1977ء میں پھر مارشل لاء لگ گیا۔ یہ اسلامی مارشل لاء تھا، لیکن بعد کے حالات نے بتایا کہ اسلام کم اور منافقت زیادہ تھی۔ اب ہم اسلام اور لادینیت کی بجائے منافقت کی شاہراہ پر گامزن ہو گئے۔ شریف فیملی برسرِاقتدار آئی۔ ایک بار پھر عوام کو اسلام کے حوالہ سے امیدیں بندھ گئیں کیونکہ ان کا خاندان ایک مذہبی خاندان سمجھا جاتا تھا، البتہ ان کا سیاسی جنم منافقت کی گود میں ہوا تھا، اسی میں پلے اور جوان ہوئے تھے اور یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آ گئی تھی کہ وہ ماحول کے اثرات کو پوری طرح قبول کر چکے ہیں۔ میاں نواز شریف جب وزیراعظم بنے تو شریف برادران اپنے والد میاں شریف کی قیادت میں دو مرتبہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو ملنے قرآن اکیڈمی لاہور آئے۔ یہ طے ہوا کہ ایک سال میں سود کو پاکستان سے دیس نکالا دے دیا جائے گا، اس لیے کہ اسلامی نظام کی راہ میں سود سب سے بڑی اور حقیقی رکاوٹ ہے۔ اسلام کے حوالہ سے آگے بڑھنے کے لیے اسے لازماً دور کرنا ہو گا۔ اس عہد و پیمان پر بہت سے چہرے کِھل گئے۔ لوگوں کو اسلام کی منزل بالکل سامنے نظر آئی لیکن ہوا یوں کہ نواز شریف کے دور سے پہلے عدالت عظمیٰ کا شریعت بینچ جو بینک کے سود کو ربا قرار دے کر حرام مطلق قرار دے چکا تھا، وزیراعظم نواز شریف کے دور میں اس فیصلے کے خلاف اپیل کی گئی۔ جس سے سود کے خلاف فیصلہ سرد خانے میں چلا گیا اور آج تک وہاں سے برآمد نہیں ہو سکا۔

اقتدار کی دھکم پیل میں پرویز مشرف نے نواز شریف کو ملک بدر کیا اور جنرل پرویز کتوں کو گود میں لیے پاکستان پر اپنی روشن خیالی سمیت مسلط ہو گیا۔ شریف فیملی طویل مدت تک سعودی عرب رہی۔ 2008ء میں واپس آئی، تو نواز شریف کو انتخابات لڑنے کی اجازت نہ ملی، البتہ شہباز شریف پنجاب کے وزیر اعلیٰ بن گئے۔ خیال تھا کہ سعودی عرب کے ماحول نے اپنا اثر دکھایا ہو گا۔ انسان خطا کا پتلا ہے۔ شیطان دشمن کی حیثیت سے ہر وقت تاک میں رہتا ہے۔ یقیناً انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہو گا اور اللہ معاف کرنے والا ہے۔ پھر یہ کہ ضیاء الحق قصۂ پارینہ بن چکا ہے۔ وہ اثرات زائل ہو چکے ہوں گے۔ ایک انقلابی اسلامی مجاہد کے طور پر نہ سہی کم از کم اسلام پسند رویہ اپناتے ہوئے

شریف فیملی سیکولرازم اور لادینیت کا راستہ لازماً روکے گی۔ لیکن آگے کا قصہ بہت افسوسناک بہت المناک ہے۔ انہوں نے ضیاء الحق دور پر تو دو حرف بھیج دیے یعنی اس سے تو مکمل لاتعلقی اختیار کر لی، لیکن مشرف کی لادینیت شریف فیملی کو اقتدار کے آغاز کے دنوں میں آہستگی سے اور اقتدار کے آخری دنوں میں بڑی تیزی سے اپنے ساتھ بہا کر لے گئی۔ انہوں نے 2013ء میں اقتدار سے رخصت ہوتے ہوئے بعض اقدامات ایسے کیے کہ پرویز مشرف کی روشن خیالی بھی ماند پڑ گئی۔ نظام تعلیم جو کسی بھی قوم کا رخ متعین کرنے میں حقیقی اور کلیدی رول ادا کرتا ہے اپنے مغربی آقاؤں کے ساتھ مل کر انہوں نے پہلی ضرب اس پر لگائی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ انہوں نے مائیکل ہاربر اور ریمنڈ نامی دو غیر ملکی مشیر وزارت تعلیم میں وسیع اختیارات دے کر مقرر کر رکھے تھے۔ شنید یہ ہے کہ وہ یہودی ہیں۔ ان غیر ملکیوں کے سامنے وزیر تعلیم کی بھی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ انہوں نے دسویں جماعت کی اردو کتاب میں درج ذیل تبدیلیاں کیں۔

تعلیم سے وابستہ حضرات یہ جانتے ہیں کہ دسویں جماعت کی اُردو لازمی کی کتاب کے عموماً تین حصے ہوتے ہیں: (1) حصہ نثر' (2) حصہ نظم' اور (3) حصہ غزل۔ حصہ نثر کی بات کریں تو کتاب کے پرانے ایڈیشن کا پہلا باب علامہ شبلی نعمانی کا تحریر کردہ مضمون ''حضرت عمر فاروق ؓ عظیم منتظم'' تھا' لیکن نئے ایڈیشن میں اس مضمون کو ختم کر دیا گیا ہے حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتظامی معاملات میں تدبر کو اپنے ہی نہیں غیر بھی تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح کتاب کے پرانے ایڈیشن میں دوسرے نمبر پر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے لکھے گئے مضمون ''نظریہ پاکستان'' کو نئے ایڈیشن میں ''پرستان کی شہزادی'' سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس مضمون کو نکالنے کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ایک طرف یہ مضمون تخلیق پاکستان کی بنیاد پر روشنی ڈالتے ہوئے اس بات کو اُجاگر کرتا ہے کہ ملکِ پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست کے طور پر قدرتِ الٰہی کی طرف سے معجزہ کی صورت میں وجود میں آیا۔ دوسری طرف اس مضمون میں قیام پاکستان کے پس منظر اور قیام پاکستان میں اعلیٰ کردار ادا کرنے والی شخصیات کا تذکرہ ہے' مگر پاکستان کو سیکولر بنانے والے عناصر ہماری نسلِ نو کو ان حقائق سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔

ان دو اہم مضامین کے علاوہ پرانے ایڈیشن میں بہت ہی سبق آموز مضامین شامل تھے' مثلاً (1) ''مسدس حالی''۔ اس مضمون میں بتایا گیا کہ مولانا حالی نے کس طرح اپنی شاعری اور خاص طور پر مسدس میں ایک طرف مسلمانوں کے زوال کی داستان نہایت دکھ بھرے انداز میں بیان کی تو دوسری طرف مسلمانوں کو دوبارہ عروج حاصل کرنے کے لیے راہنما اصول بھی بیان کیے۔ (2) ''ایثار''۔ اس مضمون میں مصنف نے بتایا کہ حقیقی خوشی دوسروں کی مدد کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ (3) ''محرومِ وراثت''۔ اس مضمون میں عورتوں پر کیے جانے والے مظالم کی کردار کشی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ بیٹیوں کو بیٹوں سے کم تر سمجھنا اور انہیں وراثت سے محروم کرنا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ (4) ''فاطمہ بنت عبداللہ''۔ اس مضمون میں ایک لڑکی کے جذبۂ جہاد کو بیان کیا گیا ہے جس نے جنگ طرابلس میں مجاہدین کو پانی پلاتے جامِ شہادت نوش کیا۔ (5) ''میں یونیورسٹی میں''۔ اس مضمون میں علم کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے بتایا گیا کہ اگر انسان ہمت کرے تو وہ سب کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ (6) ''صاحب بہادر''۔ اس مضمون میں اُن لوگوں پر تنقید کی گئی ہے جو اپنی ثقافت چھوڑ کر دوسروں کی ثقافت اپنا لیتے ہیں--- یہ تمام وہ مضامین ہیں جو نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے والے بچوں کی ذہنی نشوونما کے لیے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں' لیکن کتاب کے نئے ایڈیشن میں ان تمام مضامین کو نکال دیا گیا ہے۔

حصہ نظم کی بات کریں تو پرانے ایڈیشن میں (1) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر مشتمل مولانا حالی کی نظم ''رب کائنات'' (2) سیرتِ رسول ﷺ پر مبنی ماہر القادری کی ''محسن انسانیت ﷺ'' (3) مسلمانوں کو دیے گئے پیغام پر مبنی علامہ اقبال کی ''طلوعِ اسلام'' (4) غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ طرف سے کیے گئے ایثار پر مبنی علامہ اقبال کی ''صدیقؓ'' (5) زندگی کے مقاصد کو ادا کرنے پر اُکسانے والی حفیظ جالندھری کی ''ادائے فرض''۔ اور (6) تقویٰ کی اہمیت پر مبنی رفیق خاور کی ''شانِ تقویٰ'' سر فہرست ہیں' لیکن اس نئے ایڈیشن میں ان کے بجائے شامل کی گئی نظمیں ملاحظہ ہوں: میدانِ کربلا میں گرمی کی شدت' کسان' جیوے جیوے پاکستان' اُونٹ کی شادی اور مال گودام روڈ۔ ان نظموں کے عنوانات سے ہی ظاہر ہے کہ ان میں نہ تو کوئی اسلامی واخلاقی اقدار کی عکاسی کی گئی ہے اور نہ ہی ان میں مسلمانوں اور پاکستانیوں کے لیے کوئی سبق پنہاں ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ کتاب کے سرورق پر اگرچہ علامہ محمد اقبال کی تصویر پورے آب و تاب کے ساتھ موجود ہے مگر پوری کتاب میں پاکستان کے قومی شاعر جنہیں ہم مصور پاکستان بھی کہتے ہیں' کی کوئی نظم نہیں ہے...... کتاب کے آخری حصہ ''غزل'' کی بات کریں تو یہاں بھی حال وہی ہے۔ پرانے ایڈیشن میں خواجہ میر درد کی اسلامی تصوف پر مبنی دو غزلیں اور مرزا غالب اور ناصر کاظمی کی بھی دو غزلیں اس کتاب کا حصہ تھیں' لیکن انہیں نئے ایڈیشن سے نکال دیا گیا ہے اور ان کی جگہ عجیب و غریب غزلوں کو نصاب کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ جب یہ بات منظر عام پر آئی تو شہباز شریف نے ظاہری طور پر یوٹرن لیا اور سارے معاملے سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور فوری طور پر نوٹس لیتے ہوئے پرانے سلیبس کی واپسی کا آرڈر دے دیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ انتظامیہ تک یہ احکامات پہنچنے تک وہ وزیر اعلیٰ نہیں ہوں گے لہٰذا وہ بری الذمہ ہو جائیں گے۔ لیکن چوری چھپے کیے گئے کام ہمیشہ کے لیے چھپ نہیں سکتے۔ خود شہباز شریف نے 3 اگست 2012ء کو آفیشل ٹیوٹر اکاؤنٹ میں اس خواہش کا اظہار کیا:

Removal of Islamic articles and teachings from all subjects and languages and history except Islamiat.

رومی رضا جو ایک انتہا پسند سیکولر دانشور ہیں کے اس سوال پر کہ اسلامی مضامین کو کب نکالا جا رہا ہے، انہوں نے 4 اگست 2012ء کو جواب دیا کہ ''کام جاری ہے''۔ اخبار میں ایک مضمون شائع ہوا کہ اسلامی مضامین کو نصابی کتابوں سے نکال دیا جانا چاہیے۔ خادم اعلیٰ نے فوری طور پر تائید کرتے ہوئے اپنے پیغام میں کہا: ''پاکستان کا نظام تعلیم نفرت کی قوتوں نے یرغمال بنا رکھا ہے۔''

ان تمام حرکات کے بعد ''خادم'' اعلیٰ کا یہ کہنا کہ اسلامی مضامین کے نصاب سے نکالے جانے کے حوالے سے میں لاعلم تھا، اس پر ہم اس سے زیادہ کیا کہہ سکتے ہیں کہ شاید ضیاء الحق کا دور بڑی شدت سے واپس آیا ہے اور شریف فیملی پر اپنے گہرے اثرات ظاہر کر رہا ہے۔ خادم اعلیٰ صاحب رخصت ہو چکے ہیں اور نجم سیٹھی کی صورت میں پنجاب کو ایسا حاکم تحفہ کے طور پر دے گئے ہیں کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ اس ملک کا کیا حشر ہو گا اور بقول شاعر منیر اس آسیب زدہ ملک کو نظریاتی حوالہ سے مزید کتنا پسپا ہونا ہوگا۔ کہیں ہم ظاہری مسلمانی کا ''داغ'' بھی اپنے دامن سے دھو ڈالنے پر تیار تو نہیں ہو چکے؟

”ہر چیز جو اس زمین پر ہے، فنا ہو جانے والی ہے“

سورۃ الرحمٰن کی آیات 17 تا 45 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 22 مارچ 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(سورۃ الرحمٰن کی آیات 17 تا 45 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد)

حضرات! سورۃ الرحمٰن ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ اس سورت کے آغاز میں جس نعمت کا ذکر ہوا، وہ اس زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کی سب سے بڑی نعمت ہے یہ نعمت مادی نہیں ہے، بلکہ روحانی نعمت ہے۔ اس سورت کی آیات 1 تا 16 کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں۔ آج ہمیں آیت 17 سے مطالعہ کرنا ہے، لیکن ربط مضمون کی غرض سے آغاز پڑھی گئی آخری تین آیات 14، 15 اور 16 سے کریں گے۔ فرمایا:

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ (۱۴) وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (۱۵) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (۱۶)﴾

”اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکناتی مٹی سے بنایا، اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا، تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔“

اللہ تعالیٰ کی خلاقی کا عالم یہ ہے کہ اس نے اشرف المخلوقات انسان کو اور جنات کو پیدا کیا۔ یہ دونوں مخلوقات مکلّف ہیں۔ انسان کا مادۂ تخلیق مٹی ہے۔ سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اسی زمین کی خاک سے اُن کا ایک پتلا بنایا تھا، پھر اس میں روح پھونک دی۔ آسمانی ہدایات بھی یہ کہتی ہیں اور سائنس بھی یہ کہتی ہے۔ اگرچہ اس وقت جو انسان موجود ہے وہ مٹی کا نہیں ہے، بلکہ گوشت پوست کا بنا ہے، لیکن انسانیت کا آغاز مٹی سے ہوا ہے۔ البتہ بعد میں انسان کی نسل نطفے سے چلی ہے۔ اسی طرح جنات کا مادۂ تخلیق آگ ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ چلتے ہوئے آگ کے انگارے ہیں۔ اُن کا آغاز تو آگ سے ہوا ہے، لیکن اس کے بعد اُن کی تخلیق کی نوعیت کیا ہے، ہمیں معلوم نہیں۔ ہم قیاس ہی کر سکتے ہیں۔ جنات کے بارے میں بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ وہ کوئی الگ مخلوق نہیں ہے بلکہ یہ انسانوں ہی میں سے مشتعل مزاج قسم کے لوگ ہیں۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص غصے میں آگ بگولا ہو گیا، اسی طرح بہت زیادہ مشتعل مزاج لوگوں کو قرآن نے جنات کہہ دیا۔ جنات کے بارے میں اس قسم کے خیالات درحقیقت بہت بڑی گمراہی اور قرآن کے ساتھ مذاق کے مترادف ہے۔ انسان اور جن دو بالکل الگ مخلوقات ہیں۔ اسی لئے تو اللہ نے انہیں الگ الگ حیثیت سے متعارف کروایا ہے۔ اس پوری سورت میں ان دونوں سے خطاب ہے۔ دونوں کا مادۂ تخلیق الگ الگ ہے۔ اللہ نے ایک کو مٹی سے اور دوسرے کو آگ سے پیدا کیا۔ ابلیس نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار اسی بنیاد پر کیا تھا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ خدایا تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے، جبکہ آدم کو مٹی سے۔ پس انسان اور جن دو مستقل بالذات مخلوقات ہیں۔ یہ اللہ کی خلاقی ہے کہ اس نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور مٹی سے بنے انسان کے اندر متنوع صفات، صلاحیتیں اور استعدادات رکھیں۔ انہی کی بنا پر صوفیاء یہ کہتے ہیں انسان عالم اصغر ہے۔ اس کے اندر اپنی جگہ ایک پورا جہان آباد ہے۔ اسی طرح اللہ نے جنات کو آگ سے پیدا کیا، لیکن ان کے اندر کیا کیا صلاحیتیں رکھی گئی ہیں، ان کی پہنچ کہاں تک ہے، یہ وہی جانتا ہے۔ پس اے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ آگے فرمایا:

﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ (۱۷) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (۱۸)﴾

”وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔“

”دو مشرقوں اور دو مغربوں“ سے مراد سردی کے چھوٹے سے چھوٹے دن اور گرمی کے بڑے سے بڑے دن ہو سکتے ہیں۔ سردیوں کے چھوٹے سے چھوٹے دن میں سورج ایک نہایت تنگ زاویہ بنا کر طلوع و غروب ہوتا ہے۔ اس کے برعکس گرمی کے سب سے بڑے دن میں وہ ایک انتہائی وسیع زاویہ بناتے ہوئے طلوع و غروب ہوتا ہے۔ ان دونوں قسم کے دنوں کے درمیان ہر روز سورج کا مطلع اور مغرب بدلتا رہتا ہے۔ جس کے لئے قرآن حکیم میں ایک دوسرے مقام پر رب المشارق والمغارب کے الفاظ آتے ہیں۔ مشرق و مغرب کے اسی فرق سے موسموں کا تغیر اور فصلوں، پھلوں اور اناج کا تنوع وابستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کو مشرقوں اور مغربوں کا رب کہنے کا ایک مطلب یہ ہے کہ اُسی کے حکم سے سورج کے

طلوع وغروب اور سال کے دوران میں ان کے مسلسل بدلتے رہنے کا یہ نظام قائم ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ ہی تمام سمتوں کا مالک ہے۔

﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ (١٩) بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ (٢٠) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٢١)﴾

"اُسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں، دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟"

"بحر" کا ترجمہ سمندر بھی کیا گیا ہے اور دریا بھی۔ پس میٹھے پانی کی بھی ایک رو چلی آتی ہے اور کھاری پانی کی بھی، اور دونوں خلط ملط نہیں ہوتے۔ میٹھا پانی الگ رہتا ہے اور کھاری الگ۔ عام طور پر پانی مکس ہو جاتا ہے، لیکن دنیا میں ایسے دریا موجود ہیں، جہاں دونوں طرح کا پانی ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ ویسے بھی دنیا میں دو طرح کا پانی ہے۔ میٹھا بھی ہے، اور کھارہ بھی ہے۔ اور یہ نہیں ہے کہ سارا پانی ہی کھارا ہو، یہ بھی نہیں ہے کہ سارا ہی میٹھا ہو جائے۔ ہر ایک کی اپنی آزاد حیثیت بھی برقرار ہے۔

﴿يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ (٢٢) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٢٣)﴾

"دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں، تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟"

معترضین نے اس پر اعتراض کیا کہ موتی اور مونگے صرف کھاری پانی ہی سے برآمد ہوتے ہیں، پھر یہ کیسے کہا گیا ہے کہ میٹھے اور کھارے دونوں پانیوں سے یہ چیزیں نکلتی ہیں۔ لیکن مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا مودودی نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہ چیزیں صرف کھاری پانی سے نہیں نکلتیں بلکہ میٹھے پانی کے اندر سے بھی نکلتی ہیں۔ موتی اور مونگے انسان کے لئے زینت کا باعث ہیں اور اللہ کی خلاقی دیکھئے کہ وہ انہیں کہاں سے برآمد کر رہا ہے۔ وہ سمندر کی تہہ میں سے برآمد ہو رہے ہیں۔

﴿وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ (٢٤) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٢٥)﴾

"اور جہاز بھی اللہ کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں، تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟"

یہ جہاز بھی اللہ کے ہیں، یعنی یہ اُسی کی قدرت وکمال کا مظہر ہیں۔ اُسی نے انسان کو یہ صلاحیت دی ہے کہ غضبناک سمندروں کو پار کرنے کے لئے جہاز بنائے۔ بحری جہاز اور بادبانی کشتیاں طویل دور سے بین الاقوامی تجارت کا ذریعہ چلی آتی ہیں۔ یہ جہاز اتنے بڑے ہیں گویا سمندروں میں پہاڑ کھڑے ہوں۔

"ولہ" سے یہ مفہوم نکالا گیا کہ یہ سب جہاز اللہ ہی کے حکم سے چلتے ہیں۔ سمندر میں اگر آپ ایک پتھر حتیٰ کہ ایک سوئی بھی ڈالیں تو وہ ڈوب جائے گی، لیکن ہزاروں ٹن وزنی جہاز ہزاروں من سامان لے کر سمندر کی لہروں کو چیرتے ہوئے لے جاتا ہے مگر ڈوبتا نہیں۔ یہ کس کی قدرت ہے؟ یہ سب اللہ کی قدرت کاملہ اور اختیار ہے۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ اللہ ہی نے ان جہازوں کو بھی پیدا کیا۔ قرآن کے ایک دو مقامات اور بھی ہیں جن سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ یہ کشتی ہم نے پیدا کی ہے جس میں تم چلتے اور پھرتے ہو۔ اگرچہ کشتی بنائی تو انسان نے ہے۔ لیکن انسان کو یہ صلاحیت تو اللہ تعالیٰ ہی نے دی ہے۔ انسان نے آج تک جو کچھ بھی تخلیق کیا ہے، جو بھی ایجادات کی ہیں، حقیقت میں اُن سب کا خالق اللہ ہی ہے۔

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (٢٦) وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (٢٧) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٢٨)﴾

"جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے۔ اور تمہارے پروردگار کی ذات (بابرکات) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟"

اب یہاں پر خاص طور پر تذکرہ زمین کا ہو رہا ہے۔ پیچھے فرمایا تھا کہ ہم نے زمین اپنی مخلوق کے لیے بنائی ہے۔ یہاں فرمایا کہ زمین پر جو کچھ بھی ہے ایک دن سب کا سب فنا ہو جائے گا۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ انسان اور جنات ہوں یا کوئی اور مخلوقات، سب کو فنا کے گھاٹ اترنا ہے۔ ہر شے کو فنا ہے۔ کسی کے لیے بھی بقا نہیں ہے۔ باقی رہنے والی صرف اللہ کی ذات ہے۔ اس وقت

پریس ریلیز 29-مارچ2013ء **حافظ عاکف سعید**

تعلیمی نصاب سے اسلامی مضامین کے اخراج نے خادم اعلیٰ پنجاب کی اسلام پسندی کا پول کھول دیا ہے

پنجاب میں نجم سیٹھی جیسے انتہا پسند سیکولر شخص کو نگران وزیر اعلیٰ بنانے کا مطلب ملک بھر میں سیکولر لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے

تعلیمی نصاب سے اسلامی مضامین کے اخراج نے خادم اعلیٰ پنجاب کی اسلام پسندی کا پول کھول دیا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی ہو یا مسلم لیگ نظریاتی اعتبار سے دونوں سیکولر ہیں اور دونوں امریکہ کو خوش کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتی ہیں۔ دسویں جماعت کی اردو کتاب میں نظریہ پاکستان کے حوالہ سے مضمون کو نکال کر پرستان کی شہزادی جیسا مضمون شامل کر دینا حکمرانوں کے ذہنی رجحان کی نشاندہی کرتا ہے۔ ہمارے یہ حکمران اسلام کے حوالہ سے صرف بلند بانگ دعویٰ کرتے ہیں جبکہ عملی طور پر وہ اپنے غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے سیکولرازم کی آخری حد تک جانے کو تیار ہوتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ تعلیمی نصابی کتب سے ایمان، جہاد اور اسلامی نظریات کے حوالہ سے مواد کو کھرچنے کا جو عمل مشرف دور سے شروع ہوا تھا مسلم لیگ کے عہد حکومت میں بھی یہ کسی نہ کسی انداز میں جاری رہا۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ تعلیمی نصاب سے یہ سلوک خود شہباز شریف کی آشیر باد سے کیا گیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ پنجاب میں نجم سیٹھی جیسے انتہا پسند سیکولر شخص کو نگران وزیر اعلیٰ بنانے کا مطلب بھی یہ ہے کہ ملک بھر میں سیکولر لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی)

تو دنیا میں بڑی رونقیں ہیں، بڑی بوقلمونی ہے، بڑا تنوع ہے، بڑی ورائٹی ہے، بڑی رنگا رنگی ہے، بڑی زیب وزینت ہے، لیکن بالآخر یہ سب کا سب فنا ہو جائے گا۔

﴿يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ (٢٩) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٣٠)﴾

''آسمانوں اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب اسی سے مانگتے ہیں، وہ ہر روز کام میں مصروف رہتا ہے، تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔''

سب کو دینے والی ذات ایک اللہ کی ہے۔ سب اُس کے محتاج ہیں۔ انسان کا وجود حتیٰ کہ سانس کا تسلسل بھی اُسی کی عطا ہے۔ آدمی اپنے وجود کے لیے بھی اللہ کے سہارے کا محتاج ہے۔ رازق وہ ہے۔ خالق وہ ہے۔ انسان کی ضروریات کو پوری کرنے والا وہ ہے۔ مشکل کشا اور حاجت روا وہ ہے۔ اللہ کی ذات واحد کسی کی محتاج نہیں۔ وہ الغنی اور الحمید ہے۔ وہ اپنے بل پر قائم ہے۔ اُسے اس بات کی حاجت نہیں کہ بندے اُس کی بندگی کریں۔ وہ تو اس کے ذریعے لوگوں کی آزمائش کرتا ہے۔ انہیں موقع دے رہا ہے کہ آیا میرے بندے بنتے ہیں یا نہیں۔ میری مرضی کے مطابق زندگی گزارتے ہیں یا مجھ سے بغاوت کرتے ہیں۔ سب کے سب انسان اُسی کے محتاج ہیں۔ کائنات کی ہر چیز اسی کے در کی سوالی ہے۔

اس کا ایک اور مفہوم یہ بیان کیا گیا کہ اللہ ہر وقت مخلوق کے لئے مصروف ہے۔ وہ مخلوق کی دستگیری کرتا، دعائیں سنتا اور ان کی حاجات پوری کرتا ہے۔ پورا نظام قدرت اس نے سنبھالا ہوا ہے۔ اس سے زیادہ مصروف اور کوئی ہستی نہیں ہے۔ جس ہستی کے ہاتھ میں اتنی وسیع وعریض کائنات کا سارا انتظام ہے، جس ذات کے قبضہ قدرت میں کل حکومت، کل بادشاہت اور کل اختیار ہے، اس کی مصروفیت کا کیا عالم ہوگا۔ اسی میں ضمنی طور پر یہ مفہوم بھی آ گیا کہ یہ نہ سمجھو کہ اللہ مخلوقات کو پیدا کر کے علیحدہ کہیں بیٹھا ہے۔ جیسا کہ اللہ کے بارے میں ہمارے ہاں بھی یہ فلسفیانہ تصور رہا ہے کہ اللہ نے کائنات کو ایک دفعہ پیدا تو کر دیا مگر اب یہ کائنات خود ایک سسٹم کے تحت چل رہی ہے۔ اس میں اب اللہ کا کوئی دخل نہیں۔ آگے فرمایا:

﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ (٣١) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٣٢)﴾

''اے دونوں جماعتو! ہم عنقریب تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں، تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔''

''ثقل'' بھاری بوجھ کو کہتے ہیں۔ زمین پر ایک بہت بڑی اجتماعیت جنات کی ہے اور ایک بہت بڑی اجتماعیت انسانوں کی ہے۔ اس وقت زمین پر سات ارب انسان آباد ہیں۔ جن وانس دونوں زمین کے بوجھ ہیں۔ بوجھوں سے فارغ ہونے سے مراد یہ ہے کہ ہم حساب کتاب کے لئے فارغ ہونے والے ہیں۔ یعنی وقت حساب میں اب زیادہ دیر نہیں ہے۔ وہ وقت جلد آ کر رہے گا۔ قیامت اور حشر ونشر اب زیادہ دور نہیں ہے۔

﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (٣٣) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٣٤)﴾

''اے گروہ جن وانس اگر تمہیں قدرت ہو کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ اور زور کے سوا تو تم نکل سکتے ہی نہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔''

''معشر'' گروہ کو کہتے ہیں۔ یہاں گروہ جن وانس سے کہا جا رہا ہے کہ تم تو بہت بے بس اور لاچار ہو۔ جب یوم حساب آئے گا تو کوئی شخص بھی محاسبہ سے بچ نہ سکے گا۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں کہیں چھپ کر حساب سے بچ جاؤں گا، یا میں کہیں اللہ کی اس گرفت سے باہر نکل جاؤں گا، جیسے ہمارے بڑے بڑے قومی مجرم بچ نکلتے ہیں۔ اللہ نے انسان سے حساب لینا ہے اور اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ کوئی حساب سے بچ سکے۔ اگر تمہیں قدرت ہے کہ اللہ کی اس زمین اور آسمانوں سے باہر نکل سکو، تو نکل جاؤ۔ اگر تم ایسا گھمنڈ اپنے دل میں رکھتے ہو تو اپنا زور لگا کر دیکھ لو، تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ اللہ کا فیصلہ ہے کہ سب سے حساب لے گا۔ اور کسی کو بھی نہیں چھوڑے گا۔

﴿يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ڏ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ (٣٥) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٣٦)﴾

''تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا تو پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔''

''شواظ'' کا بالعموم ترجمہ شعلے اور ''نحاس'' کا دھواں کیا جاتا ہے۔ جیسے جنات جب کچھ سن گن کے لئے آسمانوں میں جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شہاب ثاقب بھیجا جاتا ہے، اسی طرح یہ بھی اللہ کی شان ہو گی کہ یوم حساب آگ کی بارش اور دھوئیں کے بادل ہوں گے جو انسانوں اور جنوں پر چھوڑ دیئے جائیں گے جبکہ وہ اللہ کی بازپرس سے بچ کر بھاگنے کی کوشش کریں گے۔

﴿فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۗءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ (٣٧) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٣٨)﴾

''پھر جب آسمان پھٹ کر تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہو جائے گا (تو وہ کیسا ہولناک دن ہوگا؟)۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟''

جیسے جانور کے جسم سے کھال کھینچ لی جاتی ہے تو سرخ گوشت نظر آتا ہے، اسی طرح اُس دن آسمان (جو اِس وقت نیلگوں محسوس ہوتا ہے) دھوئیں اور شعلوں سے سرخ ہو چکا ہوگا۔

﴿فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَاۗنٌّ (٣٩) فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٤٠)﴾

''اس روز نہ تو کسی انسان سے اس کے گناہوں کے بارے میں پرسش کی جائے گی اور نہ کسی جن سے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔''

قیامت کے روز ایک ہی نفسانفسی کی کیفیت ہو گی۔ ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی۔ کسی کو دوسرے سے انجام پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ مجرموں کے چہروں سے اُن کی پہچان ہو جائے گی۔ اُن کے اُترے ہوئے چہرے، اُن کی خوفزدہ آنکھیں، اُن کی گھبرائی ہوئی صورتیں اور اُن کے چھوٹتے ہوئے پسینے خود ہی یہ راز فاش کر دیں گے کہ وہ مجرم ہیں اور ہولناک انجام سے دوچار ہونے والے ہیں۔ انہیں چہرے اور پاؤں سے پکڑ پکڑ کر گھسیٹا جائے گا۔ جن لوگوں نے واقعی اپنے رب سے وفاداری کی اور اس کی بندگی میں وقت گزارا، وہ خوش وخرم ہوں گے، کہ آج ساری محنتوں کا صلہ ملنے والا ہے۔ (اُس دن جو اعزاز واکرام اللہ کی طرف سے ہوگا، اس کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے) اور مجرموں اور گناہگاروں کے چہروں پر مایوسی کے اندھیارے ہوں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حساب کتاب نہیں ہوگا، حساب کتاب یقیناً ہوگا، لیکن اس سے پہلے ہر شخص کا چہرہ ہی اُس کا انجام بتانے کے لئے کافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انجام بد سے بچائے اور اخروی نجات عطا فرمائے۔ آمین

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

❀❀❀❀❀

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

23 مارچ کا دن نئی امید اور عزم کے ساتھ طلوع ہوا۔ لیکن اقبالؒ کے خوابوں کی دھواں دھواں تعبیر، محمد علی جناحؒ کے خون کے آخری قطرے نچوڑ کر حاصل ہونے والا آج کا پاکستان، منزل مراد سے منہ موڑے، دشمنوں کے عزائم پورا کرنے والوں کی چراگاہ بن چکا ہے۔ آخری دور میں اسلام کے حوالے سے قائد کی مکمل یکسوئی، قرآن اور سیرت سیدنا عمر فاروقؓ کا بکثرت مطالعہ کوئی راز کی بات نہ تھی۔ اس اظہر من الشمس حقیقت کے باوجود سیکولر لابی پوری سینہ زوری سے آج قائد اور پاکستان پر سیکولر ویژن کا بھبھوت ملنے پر کمر بستہ ہے۔ کیا المیہ ہے۔ روز سیاہ پاکستان راتما شاکن۔ کہ کراچی تا خیبر نظریۂ پاکستان کھرچ کر مٹا دینے والوں کی حکمرانی رہی۔ نوجوان نسل کے رگ وپے میں سیکولرازم اتارنے کے پیکیج پرکشش مراعات لیے تعلیم وترقی کے نام پر خود شناسی وخودنگری کے درپے ہیں۔ پرائیویٹ سکولوں کے سلسلہ ہائے لامتناہی (مغربی معاونت سے) نظریۂ پاکستان دشمن تصورات بظاہر خوبصورت ہم نصابی سرگرمیوں کے ذریعے عام کر رہے ہیں۔ نصابوں میں ہماری تاریخ کے ہیرو متنازع بنا کر ذہن آلودہ کیے جا رہے ہیں۔ یعنی ایک سازش ہے فقط دین ومروت کے خلاف! بدنصیبی سے اب یہی طبقہ سیاست میں گھسا چلا جا رہا ہے 'نیا پاکستان' بنانے!

رہی سہی کسر حیران کن حد تک اسلام بیزار میڈیا پوری کیے دے رہا ہے۔ یہ روشن خیال' پاکستان وہی ہے جس کی تشکیل ہماری تاریخ کی بدنصیبی، موسوم بہ مشرف کے ہاتھوں ہوئی۔ صلیبی جنگ کا ڈول ڈالنے کے لیے بش نے مسلم دنیا روندنے کا آغاز کیا تو مشرف نے پاکستان پیش کرتے ہوئے کہا تھا...... 'سب سے پہلے پاکستان!' سو وہ روندا ہوا پاکستان آج کس حال میں ہے، دیکھتے جایئے، سر دھنتے جایئے! جیالوں کا آپ نے جلسوں میں میزوں پر ٹوٹ پڑنا بارہا دیکھا ہوگا۔ حتیٰ کہ رمضان میں افطاری سے پہلے ہی اشیائے خورد ونوش پیٹ، جیب اور دامن کو پُر کر چکی ہوتی ہیں۔ بس پاکستان پر جاتے جاتے ٹوٹ پڑنے کی عین کیفیت ہے۔ 180 کھرب تو وہ ہیں جو گزشتہ پانچ سالوں میں قومی خزانے سے لیے ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ کے مطابق۔ سلیم مانڈوی والا نے حفیظ شیخ کی کرسی پر بیٹھتے ہی قومی خزانے کو حلوہ مانڈہ جان کر 500 ارب کی بندر بانٹ تین ہفتوں میں کر ڈالی۔ اُدھر وزراء نے اپنا ''وزیرستان'' کیا خالی کیا سارا سرکاری اسباب وسامان ٹرکوں پر لاد کر چل دیے۔ مال مفت دل بے رحم! جاتے جاتے مراعات کی پچھلی تاریخوں سے اجراء ہونے والے بل، تنخواہوں، سیکیورٹی انتظامات بعد از رخصت، ملازمین کی فوج ظفر موج کے حصول کے بلوں کی تفصیلات میں جائیں تو بلبلا اٹھیں! ڈیڑھ سو سیکیورٹی اہلکار حاضر سروس وزیر اعظم اور ڈیڑھ سو سابق وزیر اعظم (گیلانی) کے حصے آئے۔ تاہم گیلانی صاحب اس کے باوجود بال بچے بوریا بستر سمیٹ کر دبئی چل دیے۔ عبدالرحمٰن ملک نے برطانیہ کا قصد ظاہر کرتے ہوئے فرمایا 'بھاگ نہیں رہا، جان کو خطرہ ہو تو ہجرت کرنا شرعی ہے۔' اُدھر فرانسیسیوں کی غیرت دیکھیے، اپنے وسائل کے تحفظ کے لیے کتنے چوکس ہیں۔ فرنچ صدر کی غیر اہلیہ خاتون قصر صدارت میں براجمان ہیں۔ عدالت میں رٹ دائر ہوگئی ہے کہ وہ خاتون اوّل نہیں لہٰذا مراعات کی حقدار نہیں۔ یہاں مراعات کی ہوش ربا لوٹ سیل کی داستانیں صفحے تاریک اور دامن سیاہ کر رہی ہیں! جمہوریت کی ہانڈی چولہے پر چڑھی ہے۔ ایک مرتبہ پھر پانی میں پتھر ڈال کر قوم کو دلاسے مل رہے ہیں بھوک کے سدباب کے۔ خوف سے امن اور بھوک سے روٹی پانے کو۔ قوم تو شاید...... ابھی تک روتے روتے سوگئی ہے! سب سے عبرت انگیز تو ضعیف العمر قائم علی شاہ کی تاحیات، مراعات کا بل ہے! نیز وزیر بلدیات نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو مار مار کر ادھ موا کر دیا کہ وہ پرانی تاریخوں کے 150 آرڈروں پر دستخط نہیں کر رہے تھے! اُدھر خیبر اسمبلی کے کروڑوں کے تزئین وآرائش کے اخراجات اور سپیکر کی بلٹ پروف گاڑی کی بریک پر 5 لاکھ 50 ہزار کا خرچ ہے۔ دس لاکھ کے تو صرف پیزے کھالیے۔ یہ ہے ہماری جمہوریت جس کی جگالی کرنے پر مغرب ہمیں قائل کر چکا ہے۔ مصری عوام کو دو سالوں میں 5 مرتبہ انتخابات میں جھونکا۔ اربوں ڈالر لیبیا اور مصر کو جمہوریت کے جھولے دلانے کو لٹائے۔ عدم استحکام کا شکار رکھنے کو گھیراؤ جلاؤ ٹکراؤ سے مرسی حکومت کو ڈالر خور اپوزیشن کے ہاتھوں خوار کیا۔ ہم نے کلمے کے تقاضے کے طور پر جو پڑھا تھا بھلا دیا۔

''بلاشبہ اللہ نے اہل ایمان سے ان کی جانیں اور مال جنت کے عوض خرید لی ہیں، یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، مرتے ہیں، مارتے ہیں۔'' (التوبہ: 111)

ہم نے لڑنا، مرنا، مارنا سب سپرد امریکہ کیا۔ وہ میزائل، ڈیزی کٹر چلائیں۔ ہم ٹھہرے ان کے جمہوری غلام، کیڑے مکوڑے، ریوڑ بھیڑ بکریاں ان کے اقبال بلند کرنے کو زبان وقلم وقف کرنے والے۔ ہمیں 'بیکار مباش کچھ کیا کر' کے اصول پر انتخاب لڑنا، لڑانا ہے۔ زبان کے پھاگ اڑانے ہیں۔ تقاریر میں مخالف کے پرخچے اڑانے ہیں۔ مکے لہرانے، مارنے، ڈائس لاؤڈ سپیکر پر غصہ نکالنے، تصویریں لگانے پھاڑنے، آپس میں بندوقیں لہرانے کا حکم ہوا ہے۔ وہ جہاز ڈرون اڑائیں

ہمارے دشمن جہاز ڈرون اڑائیں گے، مسلمانوں پر بمباریاں کریں گے۔
ہمیں اڑانے کا شوق چرائے گا تو بسنت کی پتنگیں اڑائیں گے۔
کافر پر ایک پٹاخہ نہیں چلائیں گے، اپنوں کو خون میں نہلائیں گے!

گے۔ مسلمانوں پر بمباریاں کریں گے، ہمیں اڑانے کا شوق چرائے گا تو بسنت کی پتنگیں اڑائیں گے۔ وہ ایک ہفتے میں تین ڈرون حملے کر کے ہماری جانیں، اموال لوٹیں، ہم گڈیاں لوٹیں، چوکے چھکے لگا کر مال بنائیں، وقت اڑائیں۔ اب ہمارے نئے ہیرو ایم ایم عالم نہیں، بلے باز اور گویّے ہیں۔ ویلنٹائن ڈے کے لال غبارے اڑائیں گے، کافر پر ایک پٹاخہ نہیں چلائیں گے۔ اپنوں کو خون میں نہلائیں گے! اس دوران اچھے وقتوں کے پاکستان کے مایہ ناز ہیرو ایم ایم عالم عازم ملک عدم ہوئے۔ یہ ہلکی پھلکی جسامت کا مایہ ناز جانباز وہ بھاری پتھر تھا جسے نوکری سے فارغ کر کے (قبل از وقت) چوم کر بصد عزت واحترام بٹھا دیا گیا تھا۔ (بڑے بڑے کام کرنے سے عبدالقدیر خان اور ایم ایم عالم بنا دیا جاتا ہے) کتابیں دے کر بہلایا گیا ہوں، میں ان کے آخری سال گزرے۔ یہ قومی نقصان کے ساتھ ساتھ ہمارا ذاتی غم بھی ہے۔ گزشتہ تیس سالوں پر محیط اُن سے ہمارے قریبی تعلق کا باب بھی بند ہوگیا۔ عمر کے تفاوت کے باوجود وہ ہمارے سترہ سالہ شہید بیٹے کے محبوب 'دوست' بھی تھے۔ جو ان کے تحائف (بصورت دستخط شدہ کتب اور ماڈل جہاز) کی محبت سمیٹتا رہا۔ انہیں آنکھوں میں بسا کر کفر سے نمٹنے کی آرزو پالتا، انہی پہاڑوں میں عالم صاحب کے نقش قدم تلاشتا پہنچا، جہاں وہ تیس سال قبل ابدی زندگی کی تلاش میں نکلے تھے! جا ملے ہیں سینہ چاکانِ چمن سے سینہ چاک۔ خوش نصیب ہیں وہ جو حب دنیا کی اسیر، چکا چوند بھری دنیا سے ایمان سمیٹ کر عافیت کی حیات ابدی پا جائیں! عقابوں کے نشیمن زاغوں کے تصرف میں آچکے۔ زرداری جا رہا ہے، مشرف آرہا ہے۔ دل درد کی شدت سے خوں گشتہ وسی پارہ......! تاہم تاریک رات میں سے دن کا معجزہ روزانہ دکھانے والے رب سے ساری امیدیں وابستہ ہیں، جس کی تدبیر سب سے مؤثر ہے!

❁❁❁❁❁

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

حلف کی پاسداری اور ہمارے سیاستدان

خلافت فورم میں فکرانگیز مذاکرہ

شرکاء: جناب نذیر احمد غازی (سابق جج لاہور ہائی کورٹ)
جناب ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر واشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

سوال: ہمارے دین میں عہد اور حلف کی پاسداری کے حوالے سے کیا احکامات ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: عہد اور حلف کی پاسداری کے حوالے سے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ بنی اسرائیل میں واضح الفاظ میں فرمایا ہے: (ترجمہ) ''بے شک عہد کے بارے میں سوال ہوگا۔'' عہد کے بارے میں بہت سی احادیثِ مبارکہ بھی ملتی ہیں۔ مثلاً ''جس شخص میں امانت داری نہیں ہے، اُس کا کوئی ایمان نہیں ہے اور اس شخص کا کوئی دین نہیں ہے جو عہد کی پاسداری نہیں کرتا۔'' آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ''منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بولے جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب اُسے امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔'' ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ روزِ قیامت عہد شکنی کرنے والے کی پشت سے ایک علم بلند ہوگا اور وہ علم اتنا بلند ہوگا جتنی دُنیا میں وہ عہد کی خلاف ورزی کیا کرتا تھا، تاکہ سب کے سامنے اس کی تشہیر ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ روزِ قیامت سب سے زیادہ پوچھ مومنوں کے خلیفہ کی ہوگی، اگر وہ بدعہد ہوگا۔ پس ہمارے دین میں عہد کی پاسداری نہایت اہم معاملہ ہے۔ یہ انتہائی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہمارے صدر زرداری صاحب نے ایک موقع پر کہا تھا کہ وعدے کون سے قرآن وحدیث ہوتے ہیں۔ ذرا سوچئے کہ وہ شخص جو اسلامی ملک کا سربراہ ہے اسلامی تعلیمات سے کتنا ناآشنا اور تہی دامن ہے۔ دورِ نبویؐ کا ایک واقعہ بھی عرض کردوں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی ابوجندلؓ کو صلح حدیبیہ کے معاہدے کی رو سے کفار کے حوالے کر دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں پابند ہوں کہ کفار کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کی پاسداری کروں۔ اگر ہم اس معاملے کو خالصتاً انسانی سطح پر آ کر ہی سوچیں تو پتہ چلتا ہے کہ ایک عام آدمی جس میں تھوڑی بہت غیرت ہو وہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ عہد کے معاملے میں اگر غیر مسلم ممالک کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے آپس کے عہد وپیمان میں نہایت پکے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے کسی ہم وطن سے بات کریں گے تو عہد پورا کرتے ہیں، لیکن اگر وہ ہم سے کوئی وعدہ کرلیں تو اس کی خلاف ورزی کرنا اپنا قومی اور ملکی فریضہ تصور کرتے ہیں۔ ہماری 65 سالہ ملکی تاریخ میں آج تک شائد ہی کوئی ایسا حکمران گزرا ہو جس نے اپنے حلف کی پاسداری کی ہو۔ ہمارے سیاستدانوں کا تو یہ حال ہے کہ ہمارے صدر اور وزیراعظم سے لے کر سینٹ وقومی وصوبائی اسمبلیوں کے ممبران تک اپنی حلف برداری کے موقع پر جھوٹے دعوے کرتے ہیں کہ وہ اپنے عہدے کو امانت سمجھتے ہوئے نظریہ پاکستان کی مکمل پاسداری کریں گے۔ ان کے اس صریح جھوٹ کے ثبوت ہمارے سامنے ہیں کہ وہ گزشتہ 5 سالوں میں کیا کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ یہی بات اب عوام میں بھی سرایت کر چکی ہے۔ عوام اپنے لیڈروں کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ لہٰذا عوام میں بھی عہد شکنی بڑھتی جارہی ہے، جو میرے نزدیک انتہائی بدقسمتی والی بات ہے اور یقیناً اس کے اچھے نتائج ظاہر نہیں ہوں گے۔

> ہمارے ملک میں رائج جمہوریت بہت بڑے فراڈ کا نام ہے۔ 65 سالہ ملکی تاریخ میں شائد ہی کوئی ایسا حکمران گزرا ہو جس نے اپنے حلف کی پاسداری کی ہو

سوال: حلف کی پاسداری نہ کرنے والے کے لیے ہمارا آئین اور قانون کیا سزا تجویز کرتا ہے؟

جسٹس نذیر احمد غازی: قرآن مجید میں ارشاد باری ہے کہ اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرے۔ مومن میں کئی خامیاں ہوسکتی ہیں، مگر وہ کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ایفائے عہد کے حوالے سے دینی تعلیمات کو سمجھا ہی نہیں جاتا۔ وہ لوگ جو اس کی اہمیت سمجھتے ہیں وہ بھی دنیاوی لالچ اور حرص کی وجہ سے ایسا کرنا ہی نہیں چاہتے۔ بقول علامہ اقبالؒ۔

سبب کچھ اور ہے جسے تو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں!

دُنیا کا لالچ اتنا زیادہ ہے کہ عہد اور حلف کی پاسداری پس پشت ڈال دی جاتی ہے۔ پاکستان کے آئین کی شق 62,63 کے مطابق اگر اُصولی طور پر ایک شخص بدعہد ہے تو اُسے نا اہل قرار دیا جاسکتا ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں اس حوالے سے صورتحال انتہائی خراب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اُسے بھی نا اہل قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس حوالے سے تو ہمارے ملک کی پوری اسمبلی خالی ہوجائے گی کیونکہ تقریباً تمام ممبران ہی بدعہد اور جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

سوال: ہمارے ارکان پارلیمنٹ و سینٹ کو اپنے فرائض کی ادائی کے دوران میں اپنے حلف کی عبارت یاد کیوں نہیں آتی؟

ایوب بیگ مرزا: اِسے المیہ ہی کہا جاسکتا ہے۔ اگر ہمارے تمام سیاسی لیڈر اپنے عہدوں کی پاسداری کریں تو اُصولی طور پر نتائج اچھے نکلنے چاہئیں لیکن گزشتہ 65 سالوں میں اس حوالے سے کبھی اچھے نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ مثال کے طور پر پیپلز پارٹی حکومت سے پہلے ایک آمر پرویز مشرف کا دور تھا جو سیکولر سوچ کا حامل تھا۔ وہ شخص ہمارے لیے کسی طور پسندیدہ نہیں تھا۔ اس نے افغانستان میں جو گل کھلائے تھے اس کے نتائج ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ میرے نزدیک وہ ایک قابل نفرت آدمی ہے۔ لیکن معیشت کا گراف اُس کے دور میں 7% فیصد تھا جو آج کم ہو کر صرف 3% فیصد رہ گیا ہے۔ مشرف کے دور میں انڈسٹریل گروتھ 12% فیصد تھی اور زرداری صاحب کے دور میں 0% فیصد رہی ہے۔ اسی طرح انویسٹمنٹ ریٹ مشرف کے دور میں 22.5% فیصد تھا اور پیپلز پارٹی کے دور میں 12.50% رہا۔ زرداری سرکار نے صرف قرضے اور رشوت لینے میں ترقی کی ہے۔ اس حکومت نے تقریباً 8,000 ارب کا قرضہ لیا ہے جس نے سابقہ ادوار کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق اس وقت ہم پر 13 ٹریلین قرضہ ہے جو مشرف دور میں 4.8 ٹریلین تھا۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کی معاشی پالیسیاں کیا رہی ہیں۔ مہنگائی کے حوالے سے ہمیں یہ کہہ کر خاموش کروا دیا جاتا ہے کہ یہ تو گلوبل معاملہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر مہنگائی گلوبل معاملہ ہے تو اس سے تمام ممالک کی کرنسی متاثر ہونی چاہیے تھی، اس سے ہماری ہی کرنسی کیوں متاثر ہوئی ہے۔ پھر ہمارے ہاں 60 روپے والا ڈالر 100 روپے تک کیسے پہنچ گیا۔ سچی بات یہ ہے کہ ہمارے ممبران پارلیمنٹ و سینٹ حلف اُٹھاتے ہوئے یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اپنی ذات پر ملکی

> **پاکستانی عوام آئندہ الیکشن میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر صرف اور صرف شریف النفس اور نیک لوگوں کو ووٹ دیں**

مفاد کو ترجیح دیں گے مگر بدقسمتی سے ان کی تمام تر توجہ ملکی مفاد کی بجائے اپنی ذات اور اپنے مفادات پر مرکوز رہتی ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں ہماری وفاقی حکومت کی گزشتہ 5 سال کی کارکردگی کیسی ہے؟

جسٹس نذیر احمد غازی: حکومت نے ریلوے، پی آئی اے، اور اسٹیل مل جیسے بڑے قومی اداروں کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا ہے۔ رینٹل پاور کیس، این آئی سی ایل کیس، حج اسکینڈل، ایل پی جی کوٹہ کیس، ایفیڈرین کیس، اسی طرح کرپشن کے معاملے میں پاکستان 12 ویں نمبر پر آ گیا ہے۔ الغرض تمام معاملات میں ملک انتہائی پستی کی جانب گامزن ہے۔ مزید براں دہشت گردی کے حوالے سے آج ملک جس صورتحال سے دوچار ہے، کراچی میں جس انداز سے آئے روز لاشیں گرتی ہیں، اُس سے عیاں ہے کہ ملک میں حکومت نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ عوام 22،22 گھنٹے کی طویل لوڈشیڈنگ کا عذاب جھیل رہے ہیں۔ اسی طرح چکلالہ ائیر بیس پر حملہ GHQ اور ایبٹ آباد آپریشن جیسے افسوس ناک سانحات ہمارے سامنے ہیں۔ 2008ء سے 2013ء تک معیشت کا اگر موازنہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آٹا جو اس وقت 13 روپے فی کلو تھا آج 37 روپے فی کلو ہے۔ چینی 21 روپے سے 56 روپے تک پہنچ چکی ہے۔ پٹرول 56 سے 108 روپے فی لیٹر ہو چکا ہے۔ سی این جی 30 سے 75 روپے تک ہو چکی ہے۔ دودھ 25 سے 72 روپے لیٹر تک پہنچ چکا ہے۔ یوریا کی بوری 1300 سے 4700 روپے تک پہنچ چکی ہے۔ سونا جو 20,000 روپے تولہ تھا، آج 63000 روپے تک پہنچ چکا ہے۔ اس حکومت نے عوام سے ایسا انتقام لیا ہے جس کی مثال آپ کو ماضی میں نہیں ملے گی۔ اس تمام بدترین صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتے ہیں کہ وہ اس ملک کو کوئی مخلص بندہ عطا کرے۔ وہ بندہ اس ملک کا شہری ہو نہ کہ امریکہ یا کینیڈا کا۔ اُس کا عہد اور وفا اس ملک سے ہو۔ ہمارے ملک میں حکومت اب جمہوریت سے نکل کر وراثت یا خاندانی حکومت میں تبدیل ہو چکی ہے۔ زرداری کے بعد بلاول بھٹو ہے۔ اسی طرح ''ن'' لیگ میں حمزہ شہباز اور مریم نواز ہیں۔ ''ق'' لیگ میں مونس الٰہی اور یوسف رضا گیلانی کے بعد اس کے بیٹے موسیٰ گیلانی وغیرہ ہیں۔ ایسے لوگ آئندہ آنے والی حکومت کے لیے تیار کیے جا رہے ہیں۔ حکمران طبقہ عوام الناس کو ''کمی'' یا نچلے طبقے کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ ہمارے ملک میں طبقات بن چکے ہیں۔ اپر کلاس کا رہن سہن اور سوچنے کا انداز نچلے طبقہ کے لوگوں سے بالکل مختلف ہے۔ لہٰذا ہم اس ملک میں تبدیلی یا بہتری کے بارے میں کیسے سوچ سکتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اسلام میں روزے کا تصور اسی وجہ سے ہے، تاکہ امراء کو بھوک کے ذریعے غرباء کی تکلیف کا احساس ہو۔ لیکن ہمارے حکمرانوں کی سوچ بھی ویسی ہی بن چکی ہے کہ روٹی نہ ملے تو کیک کھا لیا جائے یا برگر کھا لیا جائے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں رائج جمہوریت بہت بڑے فراڈ کا نام ہے۔ اسلامی تاریخ کو دیکھیں، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک بہت بڑی ریاست کے سربراہ ہونے کے باوجود انتہائی سادہ زندگی بسر کرتے تھے، جن کی مثالیں آج غیر مسلم بھی دینے پر مجبور ہیں۔ جبکہ ہمارے ملک میں سربراہوں کا یہ حال ہے کہ نواز شریف صاحب کے محل کی دیکھا دیکھی صدر پاکستان جناب آصف زرداری صاحب نے بھی لاہور میں 200 سے 400 کنال کا محل کھڑا کر دیا ہے۔ یاد رکھئے جب تک ہمارے ملک میں تقویٰ معیارِ فضیلت وعزت نہیں بنے گا تب تک اس ملک میں مثبت تبدیلی آنا ناممکن ہے۔

سوال: سندھ، بلوچستان اور خیبر پی کے میں پاکستان پیپلز پارٹی کے اتحادیوں کی حکومت تھی۔ آپ کے خیال میں کیا انہوں نے عوام کی خواہشات کے مطابق کام کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان کی تمام صوبائی حکومتوں کی کارکردگی کے حوالے سے میں یہی کہوں گا کہ سب سے پہلے ہمیں اپنے آپ کو یہ یقین دلانا پڑے گا کہ آیا وہاں حکومتیں تھیں بھی یا نہیں؟ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ صاحب وفاق میں بیٹھ کر یہ بیان دیتے ہیں کہ ڈگری ڈگری ہوتی ہے چاہے اصلی ہو یا جعلی۔ اسی طرح یہ صاحب کئی بار تقریر کرتے ہوئے گر پڑتے تھے۔ جو شخص اپنی ذات کو ہی نہیں سنبھال سکتا وہ ایک صوبے کو کیسے سنبھالے گا۔ اور صوبہ بلوچستان وہ صوبہ ہے جو اس وقت تمام عالمی طاقتوں کا ٹارگٹ بنا ہوا ہے۔ اسی طرح کا معاملہ ہمیں سندھ حکومت میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ سندھ کے وزیر اعلیٰ کی آج تک عمر کا معاملہ ہی حل نہیں ہو پایا ہے کہ وہ 100 سال کے ہیں یا اس سے کم ہیں۔ اسی طرح سندھ کے وزیر اعلیٰ بھی کھڑے ہوئے گرنے والی پوزیشن میں چلے جاتے تھے۔ انھیں بھی اپنی ذات اور وجود کو سنبھالنے میں انتہائی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا رہا۔ کراچی کی موجودہ صورتِ حال کے پیش نظر 8، 10 افراد کی یومیہ ٹارگٹ کلنگ اب خبر نہیں سمجھی جاتی۔ اب تو درجنوں اور سینکڑوں ہلاکتوں کو خبر سمجھا جاتا ہے اور ہم آسانی کے ساتھ اس تمام صورتِ حال کو ہضم کر جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے آج تک وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ٹارگٹ کلنگ کون کر رہا ہے۔ آج تک ایک بھی ٹارگٹ کلر کو نہ تو پکڑا گیا اور نہ ہی اُسے سزا سنائی گئی ہے۔ جس حکومت نے گزشتہ 5 سالوں میں صرف ایک مجرم کو سزائے موت دی ہو وہاں لاء اینڈ آرڈر کی صورتِ حال کیسے بہتر ہو سکتی ہے؟ اس حکومت کی نظر میں (معاذ اللہ) سزائے موت یا اسلامی سزائیں ظلم ہیں لیکن دہشت گردی اور ٹارگٹ کلنگ کے ذریعہ سینکڑوں انسانوں کے جسموں کے چیتھڑے اُڑ جائیں اس کی انھیں پروا نہیں۔ اگر خیبر پی کے کی حکومت کی بات کی جائے تو جس طرح جسٹس صاحب یہ فرما رہے تھے کہ ہمارے ملک میں اب حکومتیں خاندانی اور وراثتی حکومتوں میں تبدیل ہو چکی ہیں، خیبر پی کے کے وزیر اعلیٰ حیدر ہوتی اے این پی کے سربراہ اسفند یار ولی کے بھانجے ہیں۔ یعنی وہاں ماموں بھانجا کی حکومت چلتی رہی ہے، اور کرپشن کے حوالے سے وہاں Eazy Load کی اصطلاح عام استعمال ہوتی رہی۔ کرپشن کرنے والے وزیر کو Easy Load کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ کرپشن اس سطح پر پہنچ چکی ہے کہ اب اسے کوئی جرم ہی نہیں گردانا جاتا۔ بدقسمتی سے امن و امان کی صورتِ حال بھی انتہائی مخدوش ہے۔ اے این پی کے لیڈروں کی اس وقت خیبر پی کے میں یہ پوزیشن ہے کہ وہ اکیلے بازار میں نکل نہیں سکتے۔ لیڈر تو لیڈر آج اے این پی کا ایک معمولی کارکن بھی بازار میں تن تنہا نہیں نکل سکتا۔ اے این پی سے عوام کی نفرت کا جو عالم ہے، اس سے آپ وہاں کی حکومت کی کارکردگی کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

> ہمارے ملک میں جب تک تقویٰ معیارِ زندگی نہیں بنے گا ملک میں کوئی مثبت تبدیلی نہیں آ سکتی

سوال: کیا آپ پنجاب کی صوبائی حکومت کی کارکردگی سے مطمئن ہیں؟

جسٹس نذیر احمد غازی: اگرچہ میں پنجاب حکومت کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہوں لیکن اگر دوسری حکومتوں کے ساتھ ان کا موازنہ کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے دوسروں کی نسبت اپنے عوام کو کچھ نہ کچھ دیا ہے۔ مثلاً سڑکوں اور پلوں کے حوالے سے اچھا کام کیا ہے۔ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بھی صورتِ حال دوسرے صوبوں کی نسبت بہت بہتر رہی ہے۔ البتہ ان پر ایک الزام یہ لگایا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اپنے عزہ و اقارب کے کہنے پر بعض افسروں کی تقرریاں اور تبادلے کیے ہیں جو کہ ٹھیک نہیں ہے۔ لہٰذا موازنہ کے اعتبار سے اگرچہ پنجاب حکومت دوسری حکومتوں سے بہتر رہی ہے، لیکن اِسے بھی ہم آئیڈیل حکومت نہیں کہہ سکتے۔

سوال: نواز شریف اور عالمی اسٹیبلشمنٹ کے درمیان این آر او کی خبریں گردش کر رہی ہیں۔ ان خبروں میں کس حد تک صداقت ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس طرح کی کچھ خبریں واقعتاً میڈیا کے ذریعہ سامنے آ رہی ہیں۔ کچھ عالمی اور قومی سطح پر بھی ایسے اشارات ملے ہیں جس سے یہ بات کچھ نہ کچھ سچ ثابت ہوتی نظر آتی ہے۔ امریکہ ہمارے ملک میں انتخابات کے حق میں نہیں ہے کیونکہ امریکہ کو کوئی اور آصف علی زرداری اور پرویز مشرف ملتے نظر نہیں آ رہے ہیں، البتہ اب کچھ ایسے اشارات ملے ہیں کہ عالمی اسٹیبلشمنٹ کے نواز شریف کے ساتھ کچھ نہ کچھ معاملات طے ہوئے ہیں۔ (اگرچہ اس بات کو ہم حتمی انداز میں نہیں کہہ سکتے) یہی وجہ ہے کہ اب امریکہ کی طرف سے پاکستان میں انتخابات کے حق میں کافی مثبت بیانات سامنے آ رہے ہیں۔ اس کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ پیپلز پارٹی نے اپنے پانچ سالہ بدترین دورِ حکومت کے آخر میں ملکی مفادات میں دو بہترین کام کیے ہیں: (1) ایران پاکستان گیس پائپ لائن منصوبہ (2) گوادر پورٹ کو چین کے حوالے کرنا۔ اس حوالے سے حیران کن بات یہ ہے کہ امریکی سینیٹر صبح کے وقت نواز شریف سے ملاقات کرتا ہے اور شام کو میاں صاحب کا یہ بیان آ جاتا ہے کہ بلوچستان کے عوام گوادر پورٹ کو چین کو دینے کے حوالے سے کچھ تحفظات و خدشات رکھتے ہیں۔ اسی طرح پاک ایران گیس پائپ لائن منصوبہ کے حوالے سے "ن" لیگ کے ترجمان مشاہد اللہ کا یہ بیان آیا ہے کہ ہم اقتدار میں آ کر اس کو re-visit کریں گے۔ اسی طرح یہ خبریں بھی گردش میں ہیں کہ سعودی حکومت نے امارات میں نواز شریف اور پرویز مشرف کی ملاقات کروائی ہے، تاکہ ان دونوں کی باہمی رنجش کا خاتمہ ہو سکے۔ اس کے فوری بعد ہی ہمارے آرمی چیف نے سعودی عرب کا دورہ کیا ہے۔ لہٰذا اگر ان تمام کڑیوں کو جوڑا جائے تو صورتِ حال کچھ واضح ہو جاتی ہے کہ نواز شریف نے اپنے رویے اور پالیسیوں میں کچھ نہ کچھ لچک اور تبدیلی کے ذریعے اپنے آپ کو عالمی اسٹیبلشمنٹ کے لیے قابلِ قبول بنایا ہے۔ اگرچہ یہ این آر او مشرف والے این آر او جیسا نہیں ہوگا کیونکہ میڈیا کی آزادی کی بدولت لوگ اب نہایت باخبر ہو چکے، لیکن پاک ایران گیس پائپ لائن اور گوادر پورٹ کو چین کے حوالے کرنے جیسے بڑے منصوبوں پر میاں صاحب کی مخالفت سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ دال میں کچھ نہ کچھ کالا ہے۔

سوال: آئندہ الیکشن میں پاکستانی ووٹر کو اپنا ووٹ ڈالتے ہوئے کیا معیار مدنظر رکھنا چاہیے؟

جسٹس نذیر احمد غازی: میرے نزدیک صرف ایک معیار ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ ایک اچھے، شریف النفس انسان کو ووٹ دیں۔ وگرنہ یونہی لٹیروں اور چوروں کا نظام اس ملک میں جاری و ساری رہے گا۔ آپ دیکھیں کہ خواجہ سعد رفیق نے نوجوانوں کو کیا پیغام دیا ہے کہ میرا یہ مشورہ ہے کہ وہ سیاست میں ہرگز حصہ نہ لیں اور اگر حصہ

لینا ہے تو وہ آدمی حصہ لے جو انتخابی مہم پر 5,4 کروڑ روپے خرچ کر سکتا ہے اور اپنی جماعت کو بھی کروڑوں روپے دے سکتا ہے۔ عمران خان کے حوالے سے اُس کے فرسٹ کزن نے اخبار میں انتہائی ہوش ربا آرٹیکل لکھا ہے اور یہ شخص پی ٹی آئی کا ترجمان بھی رہا ہے۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ عمران خان نے اپنی پارٹی میں تمام چوروں لٹیروں کو پناہ دے دی ہے۔ لہٰذا عوام کو اب سنجیدگی سے یہ سوچنا ہوگا کہ اگر آئندہ الیکشن میں بھی انہوں نے چوروں، لٹیروں، جاگیرداروں، بے ایمانوں اور بددیانتوں کو ووٹ دیا تو پھر خدانخواستہ اس ملک میں بہت بڑی تباہی آئے گی۔ عوام کو چاہیے کہ وہ اللہ کو حاضر ناظر جان کر صرف اور صرف شریف النفس اور نیک لوگوں کو ووٹ دیں۔

ایوب بیگ مرزا: جیسا کہ میں پہلے بھی کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ جمہوریت سرمایہ دارانہ نظام کی ایک ڈھال ہے۔ ہمارا اصل نشانہ سرمایہ دارانہ نظام ہونا چاہیے، کیونکہ جب تک سرمایہ دارانہ نظام قائم ہے تبدیلی نہیں آسکتی۔ اس نظام میں آپ ووٹ کسی کو دیں گے اور یہ جائے گا کسی اور کو۔ ووٹ اُسی پلڑے میں جائے گا جس میں سرمایہ دار اسے لے جانا چاہے گا۔ لہٰذا جب تک یہ سرمایہ دارانہ نظام ہمارے سروں پر مسلط رہے گا اُس وقت تک ہم خوشحالی اور بہتری کی طرف اور سب سے بڑھ کر اسلام کی طرف سفر نہیں کر سکتے۔ میرے نزدیک اس کا صرف ایک ہی حل ہے کہ جس اسلامی نظریے پر یہ ملک بنا تھا ملک کو اسی نظریہ پر لایا جائے۔ جب تک اس اسلامی نظریے کی عملی شکل سامنے نہیں آئے گی تب تک ہم ان مصیبتوں اور پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکیں گے۔

❁❁❁❁❁

معمارِ پاکستان نے کہا:

ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا، بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔

(اسلامیہ کالج پشاور، 13 جنوری 1948ء)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ العزیز

''مسجد قبا ماڈل ٹاؤن ہمک نزد پیپسی کولا ہمک سٹاپ اسلام آباد'' میں

14 تا 20/ اپریل 2013ء

مبتدی وملتزم تربیتی کورس

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

اور

19 تا 21/ اپریل 2013ء

نقباء وامراء تربیتی ومشاورتی اجتماع

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء وامراء اِن میں شامل ہوں، موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0333-5382262

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت تنظیم اسلامی: (042)36316638-36366638 0332-4178275

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط وکتابت کورسز

قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

اوراب پاکستان کا نصاب تعلیم !

یاسر محمد خان

"دی سسٹین ایبل ڈیویلپمنٹ انسٹی ٹیوٹ" ایک ایسی امریکی این جی او ہے جس کی تمام سرگرمیوں کے لیے پیسہ امریکا سے آتا ہے۔ یہ این جی او پاکستان میں مختلف موضوعات پر تحقیق، مذاکرات اور رپورٹس تیار کرتی ہے۔ اس ادارے کو امریکی حکومت نے چند سال قبل ایک منصوبہ دیا تھا جس کا نام "سول سوسائٹی انسٹی ٹیوٹ کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک ریفارمرز پروجیکٹ" تھا۔ اس منصوبے کے تحت اس این جی او نے پاکستان کے دو نامور "دانشوروں" سے پاکستان کی درس گاہوں میں پڑھائے جانے والے نصاب پر تحقیق کرائی۔ ان دونوں دانشوروں نے اپنی رپورٹ اس این جی او کے حوالے کر دی اور اس نے امریکا بھجوا دی۔ اس رپورٹ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ پاکستان کے درسی نصاب میں بے شمار "غلطیاں" ہیں۔ یہ نصاب بچوں کو "اچھا مسلمان" بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ جہاد کے متعارف کروانے میں "ملوث" ہے اور اس کے ذریعے پاکستان کے عوام میں بھارت کے خلاف نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اس رپورٹ میں امریکا کو مشورہ دیا گیا کہ وہ حکومت پاکستان پر زور دے کہ اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کے مضامین بچوں کے نصاب سے خارج کر دیئے جائیں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ان کتابوں میں پڑھائے جانے والے "متنازع" مضامین ضرور نکال دیئے جائیں۔ اس رپورٹ میں مختلف جماعتوں کے نصاب میں موجود 5 مضامین پر خصوصی روشنی ڈالی گئی۔

ان ماہرین کا کہنا تھا کہ اسلامیات، سوشل اسٹیڈیز (معاشرتی علوم) پاکستان اسٹیڈیز (مطالعہ پاکستان) اردو اور انگریزی کے مضامین زیادہ نقصان دہ ہیں اور ان کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں اگرچہ غیر مسلم طلبہ کے لیے اسلامیات لازمی نہیں لیکن اس کے باوجود یہ مضمون وہ بھی پڑھتے ہیں۔ اگر وہ اس کی جگہ کوئی دوسرا مضمون لے لیں تو بھی نصاب کی دوسری کتب میں بے شمار آیات، احادیث اور اسلامی تاریخ کے واقعات موجود ہیں۔ یوں وہ ان ڈائریکٹ طریقے سے اسلامی تعلیمات حاصل کرتے رہتے ہیں جس کے باعث ان کے اپنے "مذہب پر اثر" پڑتا ہے۔ غیر مسلم طلبہ کے ساتھ ساتھ مسلم طلبہ سے بھی "اسلامیات کا ظلم" کیا جاتا ہے کیونکہ یہ لازمی مضمون ہے اور اس کے پرچے دینے سے طالب علم کے نمبر اچھے ہو جاتے ہیں۔ پاکستان کے لبرل ذہن کے مالک بے شمار طالب علم یہ مضمون نہیں پڑھنا چاہتے لیکن نمبروں کی لالچ میں انہیں یہ مضمون پڑھنا پڑتا ہے۔ اس "جبری تعلیم" سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے پاکستان "صرف مسلمانوں کے لئے" ہے۔ اسلامیات کی اس پڑھائی میں قرآن مجید کی لازمی خواندگی بھی شامل ہے۔

رپورٹ میں بیان کیا گیا "معاشرتی علوم اور مطالعہ پاکستان میں نظریۂ پاکستان کی تلقین ہندوؤں اور بھارت کے خلاف نفرت پیدا کرتی ہے جس کے نتیجے میں پاکستانی نوجوانوں کے دل میں جہاد اور شہادت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ان جذبات کی پیدائش کا عمل بہت چھوٹے بچوں سے شروع ہو جاتا ہے۔ مثلاً نرسری اور پہلی جماعت کے بچوں اور بچیوں کے نصاب جاری کردہ مارچ 2002ء (نیشنل ارلی چائلڈ ہوڈ ایجوکیشن) میں بچوں میں اسلامی تشخص اور پاکستانی ہونے پر فخر کا احساس پیدا کرنے پر زور دیا گیا ہے جو سراسر ظلم ہے۔ اس کی جگہ نصاب میں یہ ہونا چاہیے کہ پاکستانی خواہ اس کا تعلق کسی بھی فرقے یا مذہب سے ہو اس میں محبت، احترام اور رواداری جیسی اسلامی روایات بیدار کی جائیں۔ رپورٹ میں پنجاب اور وفاقی دارالحکومت کی نصابی کتب کا جائزہ بھی لیا گیا۔ محققین کا "فرمان" ہے کہ جماعت اول میں 25 اسباق ہیں جن میں سے 4 میں اسلامی مندرجات ہیں۔ جماعت دوم کے 33 اسباق میں سے 8، کلاس سوم کے 51 اسباق میں سے 23، چہارم کے 45 میں سے 10، پنجم کے 34 میں سے 7، ششم کے 46 میں سے 14، ہفتم کے 53 میں سے 16، ہشتم کے 46 میں سے 15 اور نہم و دہم کلاسوں کے 68 اسباق میں سے 10 اسباق میں اسلامی مندرجات موجود ہیں۔ اسی طرح بعض جماعتوں میں اسلامی شخصیات کے کارنامے پڑھائے جا رہے ہیں۔ مثلاً کلاس سوم کی سوشل اسٹیڈیز کی سرکاری کتب میں حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ پر ابواب شامل ہیں۔ کلاس چہارم میں حضرت محمد ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق ؓ حضرت عمر فاروق ؓ اور حضرت خدیجہ فاطمہ ؓ محمد بن قاسمؒ اور شاہ ولی اللہؒ کے کارنامے پڑھائے جاتے ہیں۔ اسی طرح مین اسٹریم ایجوکیشن سسٹم میں تمام مسلم و غیر مسلم طلبہ کو اسلامیات پڑھائی جا رہی ہے۔

رپورٹ میں ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلامیات پڑھائے جانے کا یہ سلسلہ صرف اسلامیات کے مضمون تک محدود نہیں بلکہ رخ بدل کر یہ "سلسلہ" دوسرے مضامین تک دراز ہے۔ مثلاً اردو اور انگریزی کے مضامین میں بھی قرآنی آیات، احادیث، اور مسلم شخصیات کے حالات زندگی موجود ہیں۔ رپورٹ میں ثابت کیا گیا ہے کہ اس قسم کا نصاب پڑھنے کے بعد بچوں میں "مجاہد" بننے کی آرزو پیدا ہو جاتی ہے۔ نصاب میں جگہ جگہ ہندو اور مسلمانوں کی تفریق زیر بحث لائی گئی ہے۔ نصاب میں بھارت کو مسلمانوں کا اولین دشمن ثابت کیا گیا ہے۔ نصاب میں ایسے غزوات اور جنگوں کا احوال بھی لکھا گیا ہے جس میں عام مسلمانوں نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیے اور آخر کار بڑے ہیرو ثابت ہوئے۔ نصاب میں عظیم فتوحات اور عظیم مسلم فاتحین کا اس انداز میں ذکر کیا گیا کہ اس کو پڑھ کر ہر شخص کے دل میں مجاہد بننے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔

اس رپورٹ میں حکومت پاکستان اور امریکا کو مشورہ دیا گیا ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے پاکستانی نصاب سے اسلامیات کی تعلیمات خارج کی جائیں۔ اسلامیات کو

لازمی کے بجائے اختیاری مضمون بنایا جائے، جو اسے پڑھنا چاہے صرف وہی پڑھے اور جسے اس میں کوئی دلچسپی نہیں وہ اپنی مرضی کا مضمون رکھ لے۔ اردو، انگریزی اور مطالعہ پاکستان جیسے دوسرے مضامین میں سے بھی آیات، احادیث اور اسلامی تاریخ کے واقعات خارج کر دیے جائیں۔ ان کا خیال ہے کہ نصاب سے مسلم فاتحین کے حالاتِ زندگی، جنگوں کے احوال، غزوات اور شہید کا مقام جیسے تذکرے بھی نصاب سے نکال دیئے جائیں۔ وہ تمام حوالے، بیان اور تبصرے بھی نصاب سے خارج کر دیئے جائیں جنہیں پڑھنے کے بعد بھارت اور بھارتی ہندوؤں کے خلاف نفرت جنم لیتی ہے۔ نصاب سے جنگوں اور مسلمانوں کی نشاۃِ ثانیہ سے متعلق نظمیں بھی نکال دی جائیں۔ رپورٹ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اگر ان تمام تجاویز پر عملدر آمد کیا گیا تو جلد ہی پاکستان اور اس کے قرب و جوار میں امن قائم ہو جائے گا۔ جہاد کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

یہ رپورٹ اور اس میں دی گئی تجاویز بنیادی طور پر امریکا کے اس گرینڈ ایجنڈے کا حصہ تھیں، جس کی مدد سے امریکا پوری اسلامی دنیا کی ثقافت تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ امریکی ماہرین کا خیال ہے جب تک مسلمانوں کی سوچ تبدیل نہیں ہوتی۔ جب تک ان کے اندر سے جہاد کی روح خارج نہیں کی جاتی، مسلمانوں پر قابو پانا ممکن نہیں۔ لہٰذا اس سلسلے میں امریکا نے تین میدانوں کا انتخاب کیا۔ اوّل تعلیم، دوم میڈیا یعنی ذرائع ابلاغ اور سوم عسکری دباؤ۔

امریکا کا خیال ہے اگر اسلامی دنیا کا تعلیمی سلسلہ بدل دیا جائے، نصاب میں موجود اسلامی تعلیمات خارج کر دی جائیں اور اس کی جگہ لبرل ازم، رواداری، تہذیب اور ایک دوسرے کے نظریاتی اختلافات کو برداشت کرنے کے ابواب شامل کر دیے جائیں تو اسلامی ممالک میں معاشرتی تبدیلی آسکتی ہے۔ تعلیم ہی کے معاملے میں امریکا کی کوشش ہے، کہ کسی نہ کسی ذریعے سے نصاب میں جنسی تعلیم کے باب شامل کر دیے جائیں۔ اس سلسلے میں امریکا شروع میں پاکستان میں ایڈز اور ضبط تولید کے طریقوں سے ابتدا کرے گا۔ کوشش کی جائے گی کہ چھوٹے بچوں کے نصاب میں ایڈز کے مہلک ہونے کا باب شامل کر دیا جائے۔ اس باب کی تعلیم کے دوران انہیں ایڈز کے پھیلاؤ کے طریقے بتائے جائیں اور انہی طریقوں کے دوران انہیں جنسی عمل سکھا دیا جائے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ امریکا پاکستان سمیت 24 بڑے اسلامی ممالک میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھاری سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ امریکی سرمائے سے دھڑا دھڑ پرائیویٹ چینل اور ریڈیو اسٹیشن بن رہے ہیں۔ ان چینل اور اسٹیشن کے ذریعے عریانی اور فحاشی کا ایک سیلاب عوام کے گھروں میں بہہ رہا ہے۔ آج سے کچھ عرصہ قبل پاکستان کے اندر ایف ایم ریڈیو کے 25 لائسنس جاری ہوئے اور یہ ریڈیو اسٹیشن جس قسم کی نشریات دے رہے ہیں انہیں سن کر شریف لوگوں کے کان سرخ ہو جاتے ہیں اور ٹیلی ویژن پر پیش کی جانے والی فحاشی کی تو کوئی مثال ہی پیش نہیں کی جاسکتی۔

ذرا سوچئے! وہ کون لوگ ہیں جو ٹیلی ویژن پر دو تین ارب روپے کی سرمایہ کاری کرتے ہیں؟ کون لوگ ہیں جو بھارتی اور پاکستانی اداکاراؤں کو ایک سیریل میں اکٹھا کرتے ہیں؟ کون لوگ ہیں جو لاہور اور بمبئی میں ثقافتی شو کراتے ہیں اور پھر یہ شو اسکرین پر دکھانے کا بندوبست کرتے ہیں؟ اور وہ کون لوگ ہیں جو ''تعلیم'' کی آڑ میں ملک و قوم کی نئی نسل سے اسلامی تہذیب و ثقافت کھرچنے کے لئے ''چل پڑے'' ہیں؟ ہوسکتا ہے سامنے کوئی دیسی چہرہ ہو لیکن یقین جانیے! ان نقابوں کے پیچھے کہیں کوئی امریکی بیٹھا ہے جو اس ملک کی ثقافت سے اسلامی جڑیں کھینچ رہا ہے اور جو اس ملک کو لبرل ازم کی صلیب کی طرف گھسیٹ رہا ہے۔ لبرل ازم کے اس کھیل میں ایک اور عنصر بھی موجود ہے جسے ہم اکثر اوقات بھول جاتے ہیں۔ یہ عنصر ثقافتی شو اور میلے ہیں۔ آپ دیکھ لیں پچھلے دو سال میں پاکستان میں سیکڑوں کی تعداد میں میلے اور ثقافتی شو ہوئے ہیں۔ ان شو کے دوران جس قسم کی ہلڑ بازی ہوتی ہے یہ پاکستانی معاشرے کے لئے بالکل نئی ہے۔ یہ ہلڑ بازی بھی امریکا کی مرہونِ منت ہے۔ یہ بھی انکل سام کی مہربانی ہے جس کے نتیجے میں ہم انگریزی اسٹائل میں تالی بجاتے ہیں اور ہمارے نوجوان امریکی نوعیت کی سیٹیاں بجاتے اور موسیقی کی تال پر کمر مٹکاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکا عسکری میدان میں شکست کھا چکا ہے، اب وہ میڈیا کے ذریعے ہمیں شکست دینے کے لئے مال و دولت کے انبار لگا چکا ہے۔ اور بدقسمتی یہ ہے کہ اس سازش میں ہمارے اپنے ہی لوگ استعمال ہو رہے ہیں۔ کاش! ان لوگوں کو امریکی ایجنڈا سمجھ آ جائے۔

(بشکریہ ہفت روزہ ''ضربِ مومن'')

تنظیمی اطلاعات

مقامی تنظیم ملتان شہر میں محمد عرفان بٹ کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب جنوبی کی جانب سے مقامی تنظیم ملتان شہر میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 14 مارچ 2013ء میں مشورہ کے بعد جناب محمد عرفان بٹ کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم ماموند باجوڑ ایجنسی میں حضرت نبی محسن کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ مالاکنڈ کی جانب سے مقامی تنظیم ماموند باجوڑ ایجنسی میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 14 مارچ 2013ء میں مشورہ کے بعد جناب حضرت نبی محسن کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے منفرد رفیق اور صدر انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا ڈاکٹر اقبال صافی کے برادر نسبتی حاجی محمد رسان کو مع اہلیہ فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا

☆ تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے اُسرہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے رفیق محمد اعجاز کی اہلیہ بقضائے الٰہی وفات پاگئیں

☆ تنظیم اسلامی پشاور صدر کے رفیق محمد جمشید عبداللہ کی والدہ بقضائے الٰہی وفات پاگئیں

☆ تنظیم اسلامی نیو ملتان کے رفیق نسیم مغل کی والدہ بقضائے الٰہی وفات پاگئیں

☆ ادارہ (قرآن اکیڈمی لاہور) کے انگلش سیکشن کے معاون بزرگ ساتھی سید محمد افتخار احمد گزشتہ دنوں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے

☆ حلقہ کراچی جنوبی کی تنظیم ڈیفنس کے رفیق جناب رحمت اللہ کے صاحبزادے انتقال کر گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ رفقاء و احباب سے بھی دُعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے عمر 28 سال، تعلیم ڈپلومہ مکینکل، معقول آمدنی (پہلی بیوی سے بوجوہ علیحدگی ہوچکی ہے) کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0332-4611090

☆ لاہور میں مقیم فیملی کو اپنے بیٹے سافٹ ویئر انجینئر ایم ایس سی برسرِ روزگار کے لیے باشرع صوم و صلوٰۃ کی پابند پڑھی لکھی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0322-4522067

فاتح اندلس: طارق بن زیادؒ

فرقان دانش

خاندان

طارق بن زیادؒ بربر قوم سے تعلق رکھتے تھے جو شمالی افریقہ میں پائی جاتی ہے۔ بربر قبیلے کو مسلمانوں نے 650ء سے لے کر 705ء تک کے عرصہ میں نہایت مشکلات سے گزر کر اپنا مطیع بنایا تھا۔ طارق بن زیادؒ کے والد زیاد ایک مشہور اسلامی جرنیل اور عرب سردار موسیٰ بن نصیرؒ کے خدمت گار تھے۔ زیاد نہایت جنگجو آدمی تھے اور انھوں نے عظیم جرنیل موسیٰ بن نصیرؒ کے ہمراہ تقریباً پندرہ سولہ جنگوں میں حصہ لے کر دادِ شجاعت دی۔ کئی نازک مواقع پر زیاد نے موسیٰ بن نصیرؒ کی جان بھی بچائی تھی۔ پھر ایک لڑائی میں زیاد سخت زخمی ہو گئے اور کچھ عرصے تک بیمار رہ کر فوت ہو گئے۔ طارق بن زیادؒ اسی جنگجو باپ کا بیٹا تھا۔ باپ کے انتقال کے بعد موسیٰ بن نصیرؒ نے طارق بن زیادؒ اور اس کی ماں حلیمہ کو اپنی سرپرستی میں لے لیا۔

اندلس کے حالات

اندلس (سپین) کا قلعہ سبتہ یورپ کی کنجی اور ناقابل تسخیر سمجھا جاتا ہے۔ پہلے سبتہ کا حاکم بازنطینی حکومت کے ماتحت تھا، لیکن پھر اس نے زوال کے بعد سپین کی حکومت سے رشتہ جوڑ لیا۔ اس موقع پر یونانی سردار کاؤنٹ جولین نے مرکز افریقہ قیروان میں موسیٰ بن نصیرؒ کے پاس پہنچ کر اسے سپین پر حملے کی دعوت دی۔ جولین نے سپین کا ایک دل خوش کن نقشہ پیش کیا کہ وہاں لہلہاتے کھیت، ہرے بھرے سبزہ زار، شاداب اور حسین وادیاں، زر و جواہر اور دولت و حشمت کا ایک بحر بیکراں ہے۔ یہ سب کچھ ایسا افسانوی تھا کہ موسیٰ سوچنے پر مجبور ہو گیا۔ تاہم اس نے جولین سے کہا کہ مسلمانوں کے بھرپور حملہ سے قبل وہ خود (یعنی جولین) راڈرک کی فوجوں کے دستے پر حملہ کرے۔ جولین نے اسے منظور کر لیا۔ معمولی جھڑپوں میں مسلمان اور جولین کی مددگار فوجیں کامیاب رہیں۔ گو کہ ان فتوحات کا کوئی مقصد نہ تھا لیکن عیسائیوں کی کمزوریوں، فوجیوں کی بزدلی اور نظام عسکری کی خامیوں کا پتہ چل گیا۔ چنانچہ ایک بڑی مہم کی تیاریاں اعلیٰ پیمانے پر شروع کی گئیں۔

اس وقت اندلس کی حکومت گاتھ قوم کے بادشاہ رواوٹیز کے ہاتھ میں تھی۔ وہ ایک عیش پرست حکمران تھا۔ تاہم اس نے اپنے زمانے میں کلیسا کے اجارہ داروں کی تھوڑی بہت صلاح کی اور ان کی بدعنوانیوں کو روکا۔ چنانچہ جب پادریوں نے اسے اپنے خلاف پایا تو حکومت کے امرا اور عیسائی عوام کو ساتھ ملا لیا اور اسے بے دین قرار دیتے ہوئے تخت سے اُتارنے کی کوشش شروع کر دیں۔ وہ کامیاب ہوئے اور ''رواوٹیز'' کو حکومت سے نکال کر حکومت ایک ایسے بوڑھے تجربہ کار فوجی راڈرک کے ہاتھ میں دے دی، جسے شاہی خاندان سے دور کا بھی تعلق نہ تھا، مگر پادریوں کے مزاج کے مطابق تھا۔

موسیٰ بن نصیرؒ نے جولین کی زبانی اندلس کے اندرونی حالات اور ظالم راڈرک کی عیاشی کے واقعات سننے کے بعد خلیفہ ولید بن عبدالملک کو دمشق خط لکھ کر اندلس پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ وہاں سے احتیاط کے ساتھ حملہ آور ہونے کی تاکید کی گئی۔ چنانچہ موسیٰ بن نصیرؒ نے یہ مہم طارق بن زیادؒ کے حوالے کر دی۔ جولین اور اس کے مقدور بھر فوجی بھی امداد کے لیے طارق کے ہمراہ موجود تھے۔ یہ اسلامی فوج کشتیوں اور جہازوں میں سوار ہو کر اندلس پہنچ گئی اور طارق بن زیادؒ کے تاریخی کام (کشتیوں کو نذر آتش کرنا اور خطاب) کے بعد فوج نے ایک پہاڑی مقام پر ڈیرے ڈال دیئے، جو بعد میں طارق ہی کے نام پر انگریزی میں ''جبرالٹر'' اور عربی میں ''جبل الطارق'' مشہور ہو گیا۔

اندلس کی فتح

9 جولائی 711ء کو طارق بن زیادؒ سات ہزار جانبازوں کے ساتھ ساحل اندلس پر کالپے کے مقام پر قلعۃ الاسد کے قریب اُترے۔ جب جولین کے نذر کردہ چار جہازوں پر سوار فوجیوں کی یہ قلیل تعداد ایک نئے ملک، نئی زمین، نئی آب و ہوا، نئی فضا میں پہنچی تو ان لوگوں کو نہ وہاں کے حالات سے واقفیت تھی اور نہ وہاں کی کیفیات سے آگاہی تھی۔ وہ ایک اجنبی ملک کو جسے سمندر کے تیز دھاروں نے ان کے وطن سے علیحدہ کر دیا تھا صرف اپنے عزم، حوصلے، جوش اور قوت ایمانی کے بل بوتے پر فتح کرنے آ پہنچے تھے۔

اندلس کے ساحل پر پہنچتے ہی طارق بن زیادؒ نے سب سے پہلے وہ کام سرانجام دیا جو تاریخ عالم میں ایک مثل کی سی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس نے سمندر پار اُترنے کے بعد اپنے تمام جہازوں کو نذر آتش کر دیا اور اپنی گرج دار آواز میں اپنے جاں نثاروں سے خطاب کرنے لگا:

> ''اے جواں مردو! جنگ کے میدان سے اب مفر کی کوئی صورت نہیں ہے۔ دشمن تمہارے سامنے ہے، سمندر تمہارے پیچھے ہے۔ کشتیاں جلائی جا چکی ہیں۔ نہ فرار اس طرف ہے نہ اس طرف۔ صدق، صبر اور مستقل مزاجی کے علاوہ اب تمہارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔ ذرا سی کم ہمتی تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دے گی۔ تمہارے دشمن کے پاس فوج بھی ہے اور اسلحہ جنگ بھی۔ تمہارے پاس بجز تمہاری تلواروں کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ ان کے پاس رسد حاصل کرنے کے ہزاروں ذریعے ہیں۔ تمہارے پاس ایک بھی نہیں ہے۔ میں نے تم کو ایسی زمین پر لڑنے کے لیے آمادہ نہیں کیا جہاں میں خود لڑائی نہ کروں۔ اگر تم نے ذرا بھی ہمت سے کام لیا تو اس ملک کی دولت و عظمت تمہاری جوتیوں کی خاک ہو گی۔ اگر تھوڑی سی سختی برداشت کر گئے تو اس جزیرہ کی ہر چیز تمہاری ملکیت ہو گی۔ امیر المومنین ولید بن عبدالملک نے تم جیسے بہادروں کا انتخاب کیا۔ تم نے اگر یہاں کے شہسواروں سے دو دو ہاتھ کر لیے تو خدا کا دین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

حکم یہاں جاری وساری رہے گا۔ یہ جان لو کہ جدھر میں تم لوگوں کو بلا رہا ہوں ادھر جانے والا پہلا شخص میں ہوں گا۔ جب فوجیں ٹکرائیں گی تو پہلی تلوار میری ہوگی جو اُٹھے گی اگر میں مارا جاؤں تو تم لوگ عاقل ودانا ہو، کسی دوسرے کا انتخاب کرلینا، مگر خدا کی راہ میں جان دینے سے منہ نہ موڑنا اور اس وقت تک دم نہ لینا جب تک جزیرہ فتح نہ ہو جائے۔"

شاہ اندلس راڈرک اس وقت بلبونہ میں ایک فوج کے ہمراہ اندرونی دشمنوں سے نبرد آزمائی میں مصروف تھا۔ جب اسے بیرونی دشمنوں یعنی مسلمانوں کے حملہ کرنے کی اطلاع دی گئی تو وہ اس مہم کو وہیں چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف چل دیا۔ ادھر طارق بن زیادؒ بھی پیش قدمی کرتا ہوا فارس کے شہر شذونہ تک پہنچ چکا تھا اور اسے جب معلوم ہوا کہ راڈرک ایک لاکھ کا لشکر کے ساتھ اس کے مقابلے پر آرہا ہے تو اس نے موسیٰ بن نصیرؒ کو پیغام ارسال کیا کہ مزید فوج بھیجی جائے۔ موسیٰ بن نصیرؒ نے اس کی مدد کے لیے پانچ ہزار فوج مزید بھیج دی۔ یوں بارہ ہزار فوج لے کر طارق، راڈرک کی ایک لاکھ سپاہ کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے لیے میدان جنگ میں کود پڑا۔ وادی سکہ یا بکہ میں دریائے گراڈلٹ کے کنارے پر دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوگیا۔ طارق بن زیادؒ نے جنگ شروع کرنے سے پہلے مجاہدین اسلام کے نام ایک پُر جوش اور ولولہ انگیز تقریر کی اور مسلمانوں کو جذبہ جہاد سے سرشار کر کے جنگ کا آغاز کر دیا۔ شاہ اندلس راڈرک کی فوج مسلمانوں کے حملے کی تاب نہ لا کر بری طرح پسپا ہوگئی۔ یہاں تک کہ راڈرک اپنی جان بچانے کے لیے میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور بدحواسی کے عالم میں بھاگتا ہوا دریائے گراڈلٹ میں ڈوب کر ہلاک ہوگیا۔ اس کے بچے کھچے سپاہی بھاگ کر استجد کے مقام پر پہنچ گئے اور میدانِ جنگ مکمل طور پر مسلمانوں کے ہاتھ میں رہا۔

اب طارق بن زیادؒ کی فوج کا زیادہ حصہ غرناطہ کی طرف بڑھنا شروع ہوا اور دوسرا حصہ قرطبہ پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ ہوا۔ تیسرے حصے نے مالقہ کی راہ لی اور چوتھا حصہ خود طارق بن زیادؒ اپنے ساتھ لے کر اندلس کے دارالحکومت "طیطلہ" کی طرف بڑھا۔ اہل طیطلہ نے جب یہ سنا کہ طارق بن زیادؒ چڑھائی کے ارادے سے چلا آرہا ہے تو انہوں نے تمام دولت اور نوادرات کو دوسرے مقامات پر منتقل کرنا شروع کر دیا اور خود شہر چھوڑ کر جبل شارات کی پشت پر واقع دوسرے شہر میں چلے گئے۔ طارق بن زیادؒ جب طیطلہ پہنچا تو شہر بالکل خالی پڑا تھا۔ چنانچہ بغیر کسی جنگ وجدل کے طیطلہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔

> طارق بن زیادؒ نے فرمایا: "امیر المومنین ولید بن عبدالملک نے تم جیسے بہادروں کا انتخاب کیا۔ تم نے اگر یہاں کے شہسواروں سے دو دو ہاتھ کر لیے تو خدا کا دین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم یہاں جاری وساری ہو جائے گا"

طارق بن زیادؒ نے کاؤنٹ جولین کی رہنمائی میں شذونہ کو پار کرتے ہوئے قرمونہ کا رخ کیا۔ یہ شہر اپنی مضبوطی اور استحکام کے لحاظ سے اندلس کا سب سے لاجواب شہر تھا اور اس کو فتح کرنا آسان نہ تھا۔ کاؤنٹ جولین کے ساتھیوں نے اس مشکل مسئلے کا حل تلاش کرنے کے لیے ایک ترکیب یہ نکالی کہ اپنے آپ کو شکست خوردہ اسپینی ظاہر کر کے اہل قرمونہ سے پناہ کی درخواست کی جسے اہل قرمونہ نے قبول کرلیا۔ جب رات ہوئی اور شہر کے لوگ نیند کی آغوش میں چلے گئے تو انہوں نے رات کے اندھیرے میں شہر کے پھاٹک کھول دیئے۔ پھاٹک کھلتے ہی اسلامی فوج شہر کے اندر داخل ہوگئی اور جنگ وجدل کے بغیر ہی مسلمانوں نے قرمونہ کے عظیم شہر پر اپنا قبضہ قائم کرلیا۔

اندلس کی حکومت کے پایہ تخت طیطلہ کے بعد دوسرا اہم صوبہ قرطبہ تھا۔ اس مہم میں طارق بن زیادؒ نے خلیفہ ولید بن عبدالملک کے ایک تجربہ کار غلام مغیث رومی کو بھیجا تھا۔ مجاہدین اسلام رات کی تاریکی میں شہر کی طرف بڑھے۔ قدرتِ خداوندی کہ جب وہ دریا کو عبور کر کے فصیل تک پہنچے تو بارش آگئی۔ موسم سرد تھا۔ شہر پناہ کے محافظ کونوں کھدروں میں جا کر سو گئے۔ مغیث نے نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ گھوم پھر کر شہر پناہ دیکھی لیکن اسے کوئی راستہ نہ مل سکا۔ اب وہ کچھ سوچتا ہوا دو قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ اسے اچانک ایک روزن دکھائی دیا جس کے پاس ایک اونچا سا درخت تھا۔ چند مسلمان پگڑیوں کی کمند بنا کر درخت کے سہارے اُوپر پہنچ گئے اور پھر نیچے اُتر کر پہرہ داروں کو قتل کر دیا اور پھاٹک کھول دیئے۔ اسلامی فوج دروازہ کھلتے ہی ریلے کی طرح اندر داخل ہوگئی۔ صوبے دار مسلمانوں کو محل خالی کر کے شہر کے مغربی حصے میں کنسیہ میں پناہ گزین ہوگیا۔ کنسیہ نہایت مستحکم اور ایک قلعے کی طرح مضبوط تھا۔ ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ طیطلہ کی فتح میں مسلمانوں کو اس قدر سونا، چاندی اور مختلف قسم کا دوسرا قیمتی ساز وسامان ہاتھ آیا کہ شمار سے باہر ہے۔ اس کے بعد موسیٰ بن نصیرؒ نے اندلس کے باقی حصوں پر چڑھائی کرنے کے انتظامات مکمل کیے۔ موسیٰ بن نصیرؒ اور طارق بن زیادؒ دونوں سپہ سالار آگے پیچھے روانہ ہوئے اور طیطلہ سے سرقوسہ تک کے تمام علاقے فتح کرتے چلے گئے۔

وفات

ولید بن عبدالملک کے انتقال کے بعد سلیمان بن عبدالملک کو خلافت مل گئی، نئے خلیفہ کے دل میں ان امرا کے خلاف کدورت تھی جنھوں نے ولید بن عبدالملک کی ہم نوائی کی تھی۔

چنانچہ محمد بن قاسم، موسیٰ بن نصیرؒ اور طارق بن زیادؒ جیسے مدبر اور بہادر وشجاع جرنیل سلیمان بن عبدالملک کی بے جا انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بن گئے۔ موسیٰ بن نصیرؒ پر روپے پیسے کی خرد برد کا الزام لگایا گیا اور اسے دھوپ میں کھڑا کیا گیا اور کئی لاکھ روپے کا تاوان ادا کرنے کی سزا دی گئی، جسے وہ ادا نہ کرسکا اور اسی صدمے میں دنیا سے چل بسا۔ کچھ یہی معاملہ طارق بن زیادؒ کے ساتھ بھی پیش آیا۔

☆☆☆

اجوائن اور بیری کا خالص شہد
فری ہوم ڈلیوری
0322-4371473

freedom and democracy, with the fundamentals of Islamic doctrine.

The Muslim Brotherhood seems to be learning the right lessons and growing in the right direction. Josh Rogin writing for Foreign Policy terms the Egyptian government an honest broker in the Middle East. Morsi s aide Essam Haddad makes it clear that the Muslim Brotherhood does not want to create a theocracy in Egypt, but that it does want Shariah to govern and provide law, going forward. The Brotherhood s religious leader, Muhammad Badie, tweeted on the eve of the referendum approving the constitution by a 64% vote: Let s start building our country's rebirth --- men and women, Muslims and Christians .

Their Pakistani counterparts, while in awe of their victory, still have a long way to go --- with a good deal to be unlearnt and a good deal to be learnt.

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

حلقہ حیدر آباد کے زیر اہتمام قرآن کوئز پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ حیدر آباد کے تحت 8 فروری 2013 بروز جمعۃ المبارک "قرآن کوئز پروگرام" کا انعقاد کیا گیا تھا۔کوئز مقابلہ بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی معرکۃ آراء تفسیر "بیان القرآن، جلد اوّل" میں سے ہوا۔کوئز میں حصہ لینے والے شرکاء کو تیاری کے لئے چار مہینے کا وقت دیا گیا تھا۔ابتداء میں دس حضرات نے کوئز مقابلہ میں حصہ لینے کے لئے رجسٹریشن کروائی تھی، لیکن پانچ حضرات تیاری نہ ہونے کی وجہ سے کوئز مقابلہ میں شرکت نہ کر سکے۔لہٰذا مقابلہ میں صرف پانچ حضرات نے شرکت کی۔جن حضرات نے مقابلہ میں شرکت کی، اُن کے نام یہ ہیں: زبیر احمد، سعد عبداللہ، محمد طٰہٰ، محمد طلحہ، دانیال خالد۔پروگرام کا آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا۔ بعدازاں مقامی امیر کامران خلجی نے کوئز مقابلہ Conduct کیا۔کوئز مقابلہ ایک سوفٹ ویئر کے ذریعے سے ملٹی میڈیا پروجیکٹر پر ہوا، جسے احسان بھائی نے C-Sharp Language میں بڑی محنت سے ڈیزائن کیا تھا۔سوفٹ ویئر کی وجہ سے شرکاء کی پروگرام میں دلچسپی آخر تک برقرار رہی اور اُنہوں نے سوفٹ ویئر کو بہت پسند کیا۔
اِس کوئز پروگرام میں کل چار راؤنڈ تھے۔پہلے راؤنڈ میں شرکاء سے ایک ایک سوال پوچھا گیا، دوسرے راؤنڈ میں دو دو سوال پوچھے گئے، تیسرے راؤنڈ میں تین تین سوال پوچھے گئے اور چوتھے راؤنڈ میں چار چار سوال پوچھے گئے۔سامعین کے ذوق کو بڑھانے کے لئے ہر راؤنڈ کے اختتام پر سامعین سے بھی پانچ سوالات پوچھے گئے۔سامعین کو کوئز پروگرام سے چند ہفتے قبل ہی مطلع کر دیا گیا تھا کہ وہ "فرائض دینی کا جامع تصور" کتابچے کا مطالعہ کرلیں اور اُن سے اسی کتابچے سے سوالات پوچھے جائیں گے۔کوئز پروگرام میں بچے بھی موجود تھے۔اُن سے بھی آسان سوالات پوچھے گئے اور صحیح جواب دینے والوں کو اُسی وقت انعامات دیئے گئے۔بیان القرآن میں مقابلہ جیتنے والے شرکاء کو امیر حلقہ کی جانب سے کیش پرائز دیئے گئے۔پہلا انعام (10,000 روپے) محمد طلحہ نے، دوسرا انعام (5000 روپے) سعد عبداللہ نے اور تیسرا انعام (3000 روپے) محمد طٰہٰ نے حاصل کیا۔سامعین کو انعام میں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتب اور سی ڈیز، انجینئر نوید احمد اور شجاع الدین شیخ کے بیانات کی سی ڈیز، اسلامک چارٹ، مسنون دعاؤں کے اسٹیکرز کا سیٹ اور تنظیم اسلامی کے کیلنڈرز دیئے گئے اور بچوں کو انعام میں دینی کہانیوں کی کتب اور اسلامک کارٹونز کی ڈی وی ڈیز دی گئیں۔
پروگرام کا اختتام امیر حلقہ کے اختتامی کلمات پر ہوا۔ندائے خلافت کے توسط سے راقم تمام رفقاء تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقے میں اسی طرح کے کوئز پروگرام کا انعقاد کریں۔اِس سے عوام الناس میں دینی شعور کی بیداری میں مدد ملے گی اور مسلمانوں کا قرآن سے تعلق بھی مضبوط ہوگا اور یوں ہم عوام الناس کے سامنے اقامت دین کا تصور بڑی آسانی سے واضح کرسکیں گے۔ (مرتبہ: کامران خلجی)

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت مقامی امراء مع معتمدین کا تربیتی اجتماع

17 فروری 2013ء کو حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام مقامی تنظیم کے امراء مع معتمدین کا تربیتی اجتماع صبح سوا نو تا ایک بجے قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوا۔اس اجتماع میں مقامی امراء، مقامی معتمدین اور معاون معتمدین نے شرکت کی۔پروگرام کا آغاز امیر حلقہ انجینئر نعمان اختر کے ابتدائی کلمات سے ہوا۔انہوں نے شرکاء کو اجتماع میں خوش آمدید کہا اور ان کی بروقت آمد پر شکریہ ادا کیا۔اجتماع کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حلقہ کی عاملہ میں مشاورت کے دوران یہ بات سامنے آئی تھی کہ موصولہ رپورٹس میں بہت سے امور قابل توجہ اور قابل اصلاح ہیں اور مزید یہ کہ مقامی تنظیم کے ذمہ داران سے ملاقات کے بعد بھی یہ محسوس ہوا کہ مختلف تنظیمی امور میں تربیت اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔لہٰذا ان امور کے پیش نظر حلقہ کے اجتماع معاونین میں مشاورت کے بعد ایک پلان ترتیب دیا گیا، جس کے تحت دوران سال تمام شعبہ جات سے متعلق تربیتی اجتماعات کا انعقاد کیا جائے گا۔اس سلسلے کی پہلی نشست یہ پروگرام ہے۔انہوں نے اجتماع کی ترتیب سے شرکاء کو آگاہ کیا اور حلقہ کے ناظم تربیت ڈاکٹر محمد الیاس کو کارروائی آگے بڑھانے کی ہدایت کی۔
اجتماع کا باقاعدہ آغاز تذکیر بالقرآن سے ہوا، جس کی سعادت راقم نے حاصل کی۔راقم نے سورہ قٓ کے دوسرے رکوع کی ابتدائی آیات کی روشنی میں ''فکرِ آخرت اور دینی ذمہ داریوں کی احسن ادائی'' کے لیے ترغیب دلائی۔بعدازاں مطالعہ حدیث مبارکہ کی سعادت فیصل منظور نے حاصل کی۔انہوں نے آپ ﷺ کے چند ارشادات عالیہ کی روشنی میں ''دین کے کاموں میں سستی کے نقصانات'' کے موضوع پر درس دیا۔اس کے بعد مذاکرہ ہوا، جس کی ذمہ داری حلقہ کے ناظم تربیت ڈاکٹر محمد الیاس نے انجام دی۔موضوع تھا ''رپورٹنگ کی اہمیت''۔ملٹی میڈیا کے ذریعہ انہوں نے رپورٹنگ کے حوالے سے کیے جانے والے اعتراضات کا مدلل جواب دیا۔مزید براں انہوں نے کہا کہ درست اعداد وشمار نظم بالا کو حکمت عملی تیار کرنے میں یا کسی فیصلہ پر پہنچنے میں ممد ومعاون ہوتے ہیں اور غلط رپورٹنگ ہونے سے اس کے برعکس نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس کے بعد شرکاء کی باہمی ملاقات اور چائے کے لیے وقفہ کیا گیا۔وقفہ کے بعد معتمد حلقہ محمد یوسف صدیقی نے شرکاء سے اسرہ رپورٹ پُر کرنے کی عملی مشق کروائی اور اس حوالے سے درپیش مشکلات کو دور کرنے کے لیے ہدایات دیں۔اس کے بعد حلقہ کے ناظم دعوت حافظ عمیر انور نے نظام العمل میں درج معتمد کی ذمہ داریوں کا مطالعہ کروایا اور معتمد اپنے امیر کی معاونت بہتر انداز میں کیسے کر سکتے ہیں کے حوالے سے چند مشورے دیے۔آخر میں امیر حلقہ نے چند ہدایات دیں اور اعلانات کیے۔انہوں نے ششماہی رپورٹس کے حوالے سے کوتاہیوں کی طرف بھی توجہ دلائی۔تمام شرکاء اور خصوصاً مدرسین کا شکریہ بھی ادا کیا، جنہوں نے اپنی ذمہ داریاں بخوبی انجام دیں۔مسنون دعا پر اجتماع کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور خدمت دین کے لیے مزید ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔آمین (رپورٹ: محمد سہیل)

have not so far proven themselves in this domain. The talk of Shariah and the dream of Khilafah cannot be sold to a public writhing in the throes of poverty, ignorance, oppression and disease.

Before launching a political struggle, Islamist parties need to embark upon the social project to mend a broken society, moderate between the dangerous ideological polarization and address social injustice. Such an effort can act as a secure launching pad for a political movement and a support base for a stable government. Without demonstrating this ability, political struggles of Islamic groups will be stillborn.

So far, an intellectually robust discourse mediating between the ideological polarization has not emerged from Islamic scholars in Pakistan. A comprehensive strategy to address the real problems has not been presented.

As long as polarization between the religious and the secularized exists and grows, any religious group winning power will have to deal with stiff opposition leaving its hands tied. That is the lesson from Egypt s dilemma which the ruling Islamists seem to have dealt with skillfully. With a council including sizable diverse groups like Coptic Christians, leftist social activists and women, the draft constitution referring to the centrality of the Shariah managed to scrape through. The president has assured that the concerns have been taken seriously and that the constitution offers protection for minorities. The decision to put the draft to vote by a public referendum demonstrates the Brotherhood s commitment to democratic process and its inclusive vision. Opposing groups quit protests in the wake of the Brotherhood s conciliatory gestures, settling for a wait and see approach.

Most ordinary people protesting in Egypt s streets, both in 2011 and now, have always been more interested in liberty, equality and rights than Shariah or the lack of it. Those calling for a return to the Shariah or actively opposing it will always be at the fringes, even if loud. The common man wants things more tangible than legislation. As long as religious parties fail to take on social ills, they will remain unattractive to the man in the street.

Putting the cart before the horse, by making Shariah law precede the provision of basic justice, has proven disastrous. When the letter of the law is imposed without first actively promoting the value it exists to protect, this becomes brutal and spiritless. The experiment with the Hudood laws in Pakistan in the 80s allowed Islamic law (or the pretense of it) to fail by not creating the necessary conditions for it to work. Such disasters are likely to be committed by those seeking to win legitimacy by appealing to religious sentiment.

Islamic groups must also be conversant with modernity. Both freedom and democracy are part of the inevitable modernizing process in societies today. Egypt is livid over what it perceives as Morsi s attempt to curtail both these hard-earned gifts. While the democracy package bred in Western society may certainly not be suitable for Muslim societies, the values of governance by popular will, decision-making involving public participation and accountability before the public and the law are values Islam vigorously promotes. Certainly, the intricacies of how these democratic values can best be ensured is something scholars and leaders have to work out given their social contexts. Other than that, the implementation of laws must be done in a manner that does not encroach upon personal liberty. While an Islamic society will facilitate and promote the values of Islam, it must not call for moral policing that trespasses the line between the public and the private . Individual morality in an Islamic system is promoted through education and gentle dawah and no imposition is acceptable in the private lives of individuals as that is between a man and his God. Islamic groups in Pakistan are still unclear and uncomfortable about the incorporation of aspects of modernity, such as

Maryam Sakeenah

Lessons from Egypt

Given a similar baggage from the past, the social spectrum in Egypt and Pakistan is built on ideological polarization because of political decisions -- on both domestic and foreign policy --- by leaderships unrepresentative of the public sentiment. These were misguided by understanding of social reality, creating a gaping split between religious and secular-liberal extremes over ideology, opinion, identity, worldview, lifestyle and affiliation: both strongly entrenched in passionate ideological contraries, feeding off one another, and unwilling to budge.

Both nations suffered years of unscrupulous authoritarian rule directly or indirectly supported by the United States and its allied Western nations. In Egypt, the resentment this created boiled over in the Arab Spring last year. Heartening and exciting, yet it also was in many ways a detonation of pent-up feeling with little organized political planning behind it. That should not, however, take away the deep admiration the resilient protesters at Tahrir Square inspired. However, a huge question stared in the face: where to, and what next?

It still haunts the mind. While the Muslim Brotherhood has won an historic election, for many the options were limited between a pro-Mubarak military man and the Brotherhood s candidate. The vote was more against the continuation of a dictatorship many had given blood, sweat and tears to defeat, than in favour of what the Brotherhood symbolized. Ruling over a populace so diversified in level of religious affiliation, Morsi faces huge challenges to bring to fruition the Brotherhood s Islamist dream. The opposition against the attempt to increase presidential powers and the eventual success of the referendum approving the draft-constitution by an Islamist-dominated council resonates with vital lessons Islamists in Pakistan have much to learn from.

For starters, governing a society divided between the fiercely secular and the warmly religious is to have a hand in the hornet s nest, unless one realizes that as human beings we all share in common the need for justice and basic freedom, for dignity and a decent life and two square meals a day. And if rulers set about delivering these, schisms and ideological affiliations do not stand in the way of achieving the common human good. The secular-liberals and the conservative Islamists are united by their basic human need for a dignified existence. In fact, for a government aspiring to rule by Islam, providing bread and rights is not about expediency, but a primary moral responsibility.

The Muslim Brotherhood with its well-articulated prioritization of economic welfare, egalitarianism and social justice seems to have reached political maturation. In his first address after the referendum, Morsi said, The coming days will witness, God willing, the launch of new projects... and a package of incentives for investors to support the Egyptian market and the economy.

Islamic political groups in Pakistan and abroad have made the mistake of putting the achievement of political ascendancy as their prime goal while ignoring the social project that must accompany it. Groups calling for a return to the Khilafah believe the establishment of Islamic government is the panacea, while religious parties often claim that the promulgation of the Shariah law shall crystallize a veritable Utopia. This runs contrary to the precedent we have from the Sunnah of the Prophet a whose epic spiritual and social mission preceded the establishment of the Shariah.

Both law and political policy are means to greater ends. Religious political groups make the mistake of seeing them as ends in themselves. The Shariah of Islam is the guarantor of the maqasid e Shariah, the guardian of Islamic values by which life is to be lived. Similarly, political power is a means to establish an order that guarantees rights indiscriminately. Islamist groups in Pakistan